آسان عربی گرامر

حصہ سوم

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان

مرکزی انجمن خدّام القرآن لاہور

مولوی عبدالستار مرحوم کی قابلِ قدر تالیف "عربی کا معلم" پر مبنی

آسان عربی گرامر

حصہ سوم

مرتبہ

لطف الرحمٰن خان

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 03-5869501

نام کتاب ——— آسان عربی گرامر (حصہ سوم)

طبع اوّل تا طبع پنجم (دسمبر 1996ء تا ستمبر 2003ء) ——— 5500

طبع ششم (مئی 2005ء) ——— 200

ناشر ——— ناظم نشر و اشاعت، مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

مقامِ اشاعت ——— 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور

فون: 03-5869501

مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور

قیمت ——— 35 روپے

فہرست

✸ اسماءمشتقہ	۵
اسماءمشتقہ	۵
اسم الفاعل	۸
اسم المفعول	۱۳
اسم الظرف	۱۷
اسماء الصفۃ (۱)	۲۱
اسماء الصفۃ (۲)	۲۷
اسم المبالغہ	۳۰
اسم التفضیل (۱)	۳۴
اسم التفضیل (۲)	۳۷
اسم الآلہ	۴۱
✸ غیر صحیح افعال	۴۳
مہموز (۱)	۴۷
مہموز (۲)	۵۱
مضاعف (۱)	۵۵
ادغام کے قاعدے	
مضاعف (۲)	
فک ادغام کے قاعدے	۵۹

ہم مخرج اور قریب المخرج حروف کے قواعد	۶۳
مثال	۶۷
اجوف (حصہ اول)	۷۱
اجوف (حصہ دوم)	۷۴
اجوف (حصہ سوم)	۷۷
ناقص (حصہ اول : ماضی معروف)	۸۱
ناقص (حصہ دوم : مضارع معروف)	۸۵
ناقص (حصہ سوم : مجہول)	۸۷
ناقص (حصہ چہارم : صرفِ صغیر)	۹۰
لفیف	۹۶
سبق الاسباق	۱۰۱

اَسماءِ مُشْتَقَّہ

۵۴ : ۱ اس کتاب کے حصہ دوم میں آپ نے مادہ اور وزن کے متعلق بنیادی بات یہ سیکھی تھی کہ کسی دیئے ہوئے مادے سے مختلف اوزان پر الفاظ کس طرح بنائے جاتے ہیں۔ پھر آپ نے ثلاثی مجرد کے چھ ابواب اور مزید فیہ کے (زیادہ استعمال ہونے والے) آٹھ ابواب سے درج ذیل افعال کے اوزان اور انہیں بنانے کے طریقے سیکھے تھے۔ (۱) فعل ماضی معروف (۲) فعل ماضی مجہول (۳) فعل مضارع معروف (۴) فعل مضارع مجہول (۵) فعل امر اور (۶) فعل نہی

۵۴ : ۲ کسی مادے سے بننے والے افعال کی مذکورہ چھ صورتیں بنیادی ہیں' جن کی بناوٹ اور گردانوں کے سمجھ لینے سے عربی عبارتوں میں افعال کے مختلف صیغوں کے استعمال کو پہچاننے اور ان کے معانی سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ آگے چل کر ہم افعال کی بناوٹ اور ساخت کے بارے میں مزید باتیں بتدریج پڑھیں گے' لیکن سردست ہم مادہ' وزن اور فعل کے بارے میں ان حاصل کردہ معلومات کو بعض اسماء کی بناوٹ اور ساخت میں استعمال کرنا سیکھیں گے۔ اس سلسلے میں متعلقہ قواعد کے بیان سے پہلے چند تمہیدی باتیں کرنا ضروری ہیں۔

۵۴ : ۳ کسی بھی مادہ سے بننے والے الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) کی تعداد ہمیشہ یکساں نہیں ہوتی بلکہ اس کا دارومدار اہل زبان کے استعمال پر ہے۔ بعض مادوں سے بہت کم الفاظ (افعال ہوں یا اسماء) بنتے یا استعمال ہوتے ہیں جبکہ بعض مادوں سے استعمال ہونے والے الفاظ کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔ پھر استعمال ہونے والے الفاظ کی بناوٹ بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ کچھ الفاظ کسی قاعدے اور اصول کے تحت بنتے ہیں۔ یعنی وہ تمام مادوں سے یکساں طریقے پر یعنی ایک مقررہ وزن پر بنائے جاسکتے

ہیں۔ ایسے الفاظ کو "مُشْتَقَّات" کہتے ہیں۔ جبکہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جو کسی قاعدے اور اصول کے تحت نہیں بنتے بلکہ اہل زبان انہیں جس طرح استعمال کرتے آئے ہیں وہ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔ ایسے الفاظ کو "ماخوذ" یا "جامد" کہتے ہیں۔

۵۴ : ۴ افعال سب کے سب مشتقات ہیں' کیونکہ ہر فعل کی بناوٹ مقررہ قواعد کے مطابق عمل میں آتی ہے۔ یا یوں کہہ لیجئے کہ افعال کی بناوٹ کے لحاظ سے عربی زبان نہایت باضابطہ اور اصول و قواعد پر مبنی زبان ہے۔ اس لئے عربی زبان کے مشتقات (یعنی مقررہ قواعد پر مبنی الفاظ) میں افعال تو قریباً سب کے سب ہی آجاتے ہیں۔ وہ بھی جو ہم اب تک پڑھ چکے ہیں اور وہ بھی جو ابھی آگے چل کر پڑھیں گے۔

۵۴ : ۵ مگر اسماء میں یہ بات نہیں ہے۔ سینکڑوں اسماء ایسے ہیں جو کسی قاعدے کے مطابق نہیں بنائے گئے۔ بس یہ ہے کہ اہل زبان ان کو اس طرح استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً ان بے قاعدہ اسماء میں کسی "کام" کا نام بھی شامل ہے' جسے مصدر کہتے ہیں۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد میں مصدر کسی قاعدے کے تحت نہیں بنتا' مثلاً ضَرْبٌ (مارنا)' ذَهَابٌ (جانا)' طَلَبٌ (طلب کرنا یا تلاش کرنا)' غُفْرَانٌ (بخش دینا)' سُعَالٌ (کھانسنا)' قُعُوْدٌ (بیٹھ رہنا)' فِسْقٌ (نافرمانی کرنا)' یہ سب علی الترتیب فعل ضَرَبَ' ذَهَبَ' طَلَبَ' غَفَرَ' سَعَلَ' قَعَدَ اور فَسَقَ کے مصادر ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ان تمام افعال کا وزن تو فَعَلَ ہی ہے مگر ان کے مصدروں کے وزن مختلف ہیں۔

۵۴ : ۶ مصادر کی طرح بے شمار اشخاص' مقامات اور دیگر اشیاء کے نام بھی کسی قاعدہ اور اصول کے تحت نہیں آتے۔ مثلاً "م ل ک" سے مَلِكٌ (بادشاہ)' مَلَكٌ (فرشتہ)' "ر ج ل" سے رَجُلٌ (مرد)' رِجْلٌ (ٹانگ) اور "ج م ل" سے جَمَالٌ (خوبصورتی)' جَمَلٌ (اونٹ) وغیرہ۔ ایسے تمام بے قاعدہ اسماء کا تعلق تو بہر حال کسی نہ کسی مادے سے ہی ہوتا ہے اور ان کے معانی ڈکشنریوں میں متعلقہ مادے کے تحت ہی بیان کئے جاتے ہیں' لیکن ان کی بناوٹ میں کوئی یکساں اصول کارفرما دکھائی نہیں دیتا۔ ان اسماء کو اسماء جامد کہتے ہیں۔

۷ : ۵۴ تاہم کچھ اسماء ایسے بھی ہیں جو تمام مادوں سے تقریباً یکساں طریقے سے بنائے جاتے ہیں۔ یعنی کسی فعل سے ایک خاص مفہوم دینے والا اسم جس طریقے پر بنتا ہے تمام مادوں سے وہ مفہوم دینے والا اسم اسی طریقے پر بنایا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے اسماء کو "اسماء مشتقہ" کہتے ہیں۔

۸ : ۵۴ جس طرح افعال کی بنیادی صورتوں کی تعداد چھ ہے' اسی طرح اسماء مشتقہ کی بنیادی صورتیں بھی چھ ہی ہیں۔ یعنی (۱) اسم الفَاعِل (۲) اسم المَفْعُوْل (۳) اسم الظَّرْف (۴) اسم الصِّفَة (۵) اسم التَّفْضِيْل (۶) اسم الالة۔ بعض علماء صرف نے اسم الظرف کے دو حصے یعنی ظرف زمان اور ظرف مکان کو الگ الگ کر کے اسماء مشتقہ کی تعداد سات بیان کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بلحاظ معنی فرق کے باوجود بلحاظ بناوٹ ظرف زمان و ظرف مکان ایک ہی شے ہیں۔ اسی طرح اسم الْمُبَالَغَه کو شامل کر کے اسماء مشتقہ کی تعداد آٹھ (۸) بھی بنا لیتے ہیں' لیکن غور سے دیکھا جائے تو اسم مبالغہ بھی اسم صفت ہی کی ایک قسم ہے۔ اس لئے ہم بنیادی طور پر مندرجہ بالا چھ اقسام کو اسماء مشتقہ شمار کر کے ان کی بناوٹ اور ساخت کے قواعد یعنی اوزان بیان کریں گے۔

اسم الفاعل

۱ : ۵۵ لفظ فاعل کے معنی ہیں "کرنے والا"۔ پس "اسم الفاعل" کے معنی ہوئے "کسی کام کو کرنے والے کا مفہوم دینے والا اسم"۔ اردو میں اسم الفاعل کی پہچان یا اسے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ اردو کے مصدر کے بعد لفظ "والا" بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً لکھنا سے لکھنے والا اور بیچنا سے بیچنے والا وغیرہ۔ انگریزی میں عموماً Verb کی پہلی شکل کے آخر میں "er" لگانے سے اسم الفاعل کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً read سے reader اور teach سے teacher وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ عربی زبان میں ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ الگ الگ ہے۔

۲ : ۵۵ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کیلئے فعل ماضی کے پہلے صیغہ سے مادہ معلوم کرلیں اور پھر اسے "فَاعِلٌ" کے وزن پر ڈھال لیں۔ یہ اسم الفاعل ہو گا۔ جیسے ضَرَبَ سے ضَارِبٌ (مارنے والا)، طَلَبَ سے طَالِبٌ (طلب کرنے والا)، غفر سے غَافِرٌ (بخشنے والا) وغیرہ۔

۳ : ۵۵ اسم الفاعل کی نحوی گردان عام اسماء کی طرح ہی ہو گی یعنی

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	فَاعِلٌ (کرنے والا ایک مرد)	فَاعِلًا	فَاعِلٍ
مذکر تثنیہ	فَاعِلَانِ (کرنے والے دو مرد)	فَاعِلَيْنِ	فَاعِلَيْنِ
مذکر جمع	فَاعِلُونَ (کرنے والے کچھ مرد)	فَاعِلِيْنَ	فَاعِلِيْنَ
مؤنث واحد	فَاعِلَةٌ (کرنے والی ایک عورت)	فَاعِلَةً	فَاعِلَةٍ
مؤنث تثنیہ	فَاعِلَتَانِ (کرنے والی دو عورتیں)	فَاعِلَتَيْنِ	فَاعِلَتَيْنِ
مؤنث جمع	فَاعِلَاتٌ (کرنے والی کچھ عورتیں)	فَاعِلَاتٍ	فَاعِلَاتٍ

ہر اسم الفاعل کی جمع مذکر سالم تو استعمال ہوتی ہی ہے' تاہم کچھ اسم الفاعل ایسے بھی ہوتے ہیں جن کی جمع سالم کے ساتھ جمع مکسر بھی استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً کَافِرٌ سے کَافِرُوْنَ اور کُفَّارٌ اور کَفَرَۃٌ۔ یا طَالِبٌ سے طَالِبُوْنَ اور طُلَّابٌ اور طَلَبَۃٌ وغیرہ۔ بعض اسم الفاعل کی جمع مکسر غیر منصرف بھی ہوتی ہے' مثلاً جَاھِلٌ سے جَاھِلُوْنَ اور جُھَلَاءُ یا عَالِمٌ سے عَالِمُوْنَ اور عُلَمَاءُ وغیرہ۔

__۵۵ : ۴__ یہ بات نوٹ کرلیں کہ ثلاثی مجرد کے تمام ابواب سے اسم الفاعل مذکورہ بالا قاعدہ یعنی فَاعِلٌ کے وزن پر بنتا ہے۔ مگر باب کَرُمَ سے اسم الفاعل مذکورہ قاعدے کے مطابق نہیں بنتا۔ باب کَرُمَ سے اسم الفاعل بنانے کا طریقہ مختلف ہے' جس کا ذکر آگے چل کر اسم الصفہ کے سبق میں بیان ہوگا۔

__۵۵ : ۵__ صاف ظاہر ہے کہ فَاعِلٌ کے وزن پر اسم الفاعل صرف ثلاثی مجرد سے ہی بن سکتا ہے' کیونکہ اس کے فعل ماضی کا پہلا صیغہ مادہ کے تین حروف پر ہی مشتمل ہوتا ہے' جبکہ مزید فیہ کے فعل ماضی کے پہلے صیغہ میں ہی "ف ع ل" کے ساتھ کچھ حروف کا اضافہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے مزید فیہ سے اسم الفاعل کسی مخصوص وزن پر نہیں بنایا جاسکتا۔

__۵۵ : ۶__ ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل بنانے کیلئے ماضی کے بجائے فعل مضارع کے پہلے صیغہ سے کام لیا جاتا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ :

(۱) علامت مضارع (ی) ہٹا کر اس کی جگہ م مضمومہ (مُ) لگا دیں۔

(۲) اگر عین کلمہ پر فتحہ (زبر) ہے (جو باب تفعل اور تفاعل میں ہوگی) تو اسے کسرہ (زیر) میں بدل دیں۔ باقی ابواب میں عین کلمہ کی کسرہ برقرار رہے گی۔

(۳) لام کلمہ پر تنوین رفع (دو پیش) لگا دیں جو مختلف اعرابی حالتوں میں حسب ضرورت تبدیل ہوتی رہے گی۔

__۵۵ : ۷__ مزید فیہ کے ہر باب سے بننے والے اسم الفاعل کا وزن اور ایک ایک

مثال درج ذیل ہے۔

يُفْعِلُ سے اسم الفاعل مُفْعِلٌ ہوگا، جیسے مُكْرِمٌ (اکرام کرنے والا)

اسی طرح

يُفَعِّلُ سے	مُفَعِّلٌ جیسے مُعَلِّمٌ	(علم دینے والا)
يُفَاعِلُ سے	مُفَاعِلٌ جیسے مُجَاهِدٌ	(جہاد کرنے والا)
يَتَفَعَّلُ سے	مُتَفَعِّلٌ جیسے مُتَفَكِّرٌ	(فکر کرنے والا)
يَتَفَاعَلُ سے	مُتَفَاعِلٌ جیسے مُتَخَاصِمٌ	(جھگڑا کرنے والا)
يَفْتَعِلُ سے	مُفْتَعِلٌ جیسے مُمْتَحِنٌ	(امتحان لینے والا)
يَنْفَعِلُ سے	مُنْفَعِلٌ جیسے مُنْحَرِفٌ	(انحراف کرنے والا)
يَسْتَفْعِلُ سے	مُسْتَفْعِلٌ جیسے مُسْتَغْفِرٌ	(مغفرت طلب کرنے والا)

دوبارہ نوٹ کرلیں کہ يَتَفَعَّلُ اور يَتَفَاعَلُ (مضارع) میں عین کلمہ مفتوح (زبر والا) ہے جو اسم الفاعل بناتے وقت مکسور (زیر والا) ہو گیا ہے۔

۸ : ۵۵ مذکورہ قاعدے کے مطابق مزید فیہ سے بننے والے اسم الفاعل کی نحوی گردان بھی معمول کے مطابق ہوتی ہے اور اس کی جمع ہمیشہ جمع سالم ہی آتی ہے۔ ذیل میں ہم باب افعال سے اسم الفاعل کی نحوی گردان بطور نمونہ لکھ رہے ہیں۔ باقی ابواب سے آپ اسی طرح اسم الفاعل کی نحوی گردان کی مشق کرسکتے ہیں۔

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	مُكْرِمٌ	مُكْرِمًا	مُكْرِمٍ
مذکر تثنیہ	مُكْرِمَانِ	مُكْرِمَيْنِ	مُكْرِمَيْنِ
مذکر جمع	مُكْرِمُونَ	مُكْرِمِينَ	مُكْرِمِينَ
مؤنث واحد	مُكْرِمَةٌ	مُكْرِمَةً	مُكْرِمَةٍ

مؤنث تثنیہ	مُكْرِمَتَانِ	مُكْرِمَتَيْنِ	مُكْرِمَتَيْنِ
مؤنث جمع	مُكْرِمَاتٌ	مُكْرِمَاتٍ	مُكْرِمَاتٍ

۹ : ۵۵ ضروری ہے کہ آپ "اسم الفاعل" اور "فاعل" کا فرق بھی سمجھ لیں۔ فاعل ہمیشہ جملہ فعلیہ میں معلوم ہو سکتا ہے' مثلاً دَخَلَ الرَّجُلُ الْبَيْتَ۔ یہاں الرَّجُلُ فاعل ہے' اس لئے حالت رفع میں ہے۔ اگر الگ اَلرَّجُلُ لکھا ہو یعنی جملے کے بغیر تو اسے فاعل نہیں کہہ سکتے لیکن جب ہم طَالِبٌ' عَالِمٌ' سَارِقٌ (چوری کرنے والا) وغیرہ کہتے ہیں تو یہ اسم الفاعل ہیں۔ یعنی ان میں متعلقہ کام کرنے والے کا مفہوم ہوتا ہے۔ مگر جملے میں اسم الفاعل حسب موقع مرفوع' منصوب یا مجرور آسکتا ہے۔ مثلاً ذَهَبَ عَالِمٌ۔ (ایک عالم گیا) یہاں عَالِمٌ اسم الفاعل ہے اور جملے میں بطور فاعل استعمال ہوا ہے۔ اَكْرَمْتُ عَالِمًا (میں نے ایک عالم کی عزت کی) یہاں عَالِمًا اسم الفاعل تو ہے لیکن جملے میں بطور مفعول آیا ہے' اس لئے منصوب ہے۔ اسی طرح كِتَابُ عَالِمٍ (ایک عالم کی کتاب) یہاں عَالِمٌ اسم الفاعل ہے' لیکن مرکب اضافی میں مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

غَفَلَ(ن)غَفْلَةً = بے خبر ہونا۔	كَبُرَ(ك)كِبْرًا = رتبہ میں بڑا ہونا۔
جَعَلَ(ف)جَعْلاً = بنانا' پیدا کرنا۔	(تَفَعُّلٌ) = بڑا بننا۔
طَبَعَ(ف)طَبْعًا = تصویر بنا' نقوش چھاپنا' مہر لگانا۔	(استفعال) = بڑائی چاہنا۔
خَسِرَ(س)خُسْرًا = نقصان اٹھانا' تباہ ہونا۔	فَلَحَ(ن)فَلْحًا = پھاڑنا' ہل چلانا۔
نَكِرَ(س)نَكْرًا = ناواقف ہونا۔	(اِفعال)= مراد پانا (رکاوٹوں کو پھاڑتے ہوئے)۔
(اِفعال)= ناواقفیت کا اقرار کرنا' انکار کرنا۔	حِزْبٌ = گروہ' جماعت' پارٹی۔
	ذُرِّيَّةٌ = اولاد' نسل۔

مشق نمبر ۵۴ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم الفاعل بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں :

۱۔ غ ف ل (ن) ۲۔ س ل م (افعال) ۳۔ ک ذ ب (تفعیل) ۴۔ ن ف ق (مفاعلہ) ۵۔ ک ب ر (تفعل)

مشق نمبر ۵۴ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم الفاعل شناخت کر کے ان کا مادہ' باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) اسم الفاعل کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

(۱) وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (۲) رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (۳) فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ (۴) وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ (۵) كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (۶) اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۷) وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (۸) وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ

اِسمُ المَفعُول

۱ : ۵۶ اسم المفعول ایسے اسم کو کہتے ہیں جس میں کسی پر کام کے ہونے کا مفہوم ہو۔ اردو میں اسم المفعول عموماً ماضی معروف کے بعد لفظ "ہوا" کا اضافہ کر کے بنا لیتے ہیں، مثلاً کھولا ہوا، سمجھا ہوا، مارا ہوا وغیرہ۔ انگریزی میں Verb کی تیسری شکل یعنی Past Participle اسم المفعول کا کام دیتا ہے۔ مثلاً done (کیا ہوا) taught (پڑھایا ہوا) written (لکھا ہوا) وغیرہ۔ عربی میں فعل ثلاثی مجرد سے اسم المفعول "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر بنتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ سے مَضْرُوْبٌ (مارا ہوا)، قَتَلَ سے مَقْتُوْلٌ (قتل کیا ہوا) اور کَتَبَ سے مَکْتُوْبٌ (لکھا ہوا) وغیرہ۔

۲ : ۵۶ اسم المفعول کی گردان مندرجہ ذیل ہے۔

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	مَفْعُوْلٌ	مَفْعُوْلاً	مَفْعُوْلٍ
مذکر تثنیہ	مَفْعُوْلَانِ	مَفْعُوْلَيْنِ	مَفْعُوْلَيْنِ
مذکر جمع	مَفْعُوْلُوْنَ	مَفْعُوْلِيْنَ	مَفْعُوْلِيْنَ
مؤنث واحد	مَفْعُوْلَةٌ	مَفْعُوْلَةً	مَفْعُوْلَةٍ
مؤنث تثنیہ	مَفْعُوْلَتَانِ	مَفْعُوْلَتَيْنِ	مَفْعُوْلَتَيْنِ
مؤنث جمع	مَفْعُوْلَاتٌ	مَفْعُوْلَاتٍ	مَفْعُوْلَاتٍ

۳ : ۵۶ ابواب مزید فیہ سے اسم المفعول بنانے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس سے اسم الفاعل بنالیں جس کا طریقہ آپ گزشتہ سبق میں سیکھ چکے ہیں۔ اب اس کے عین کلمہ کی کسرہ (زیر) کو فتحہ (زبر) سے بدل دیں، مثلاً مُکْرِمٌ سے مُکْرَمٌ، مُعَلِّمٌ

سے مُعَلَّمٌ' مُمْتَحِنٌ سے مُمْتَحَنٌ وغیرہ۔

مزید فیہ کے اسم المفعول کی نحوی گردان اسم الفاعل کی طرح ہوگی اور فرق صرف عین کلمہ کی حرکت کا ہوگا۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ ابواب ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے اسم المفعول کی جمع مذکر اور مونث دونوں کیلئے بالعموم جمع سالم ہی استعمال ہوتی ہے۔

<u>۵۶ : ۴</u> یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ اسم المفعول صرف متعدی افعال سے بنتا ہے۔ فعل لازم سے نہ فعل مجہول (ماضی یا مضارع) بنتا ہے اور نہ ہی اسم المفعول۔ ثلاثی مجرد کا باب کَرُمَ اور مزید فیہ کا باب اِنْفِعَال ایسے ابواب ہیں کہ ان سے ہمیشہ فعل لازم ہی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے ان دونوں ابواب سے اسم المفعول کا صیغہ نہیں بنتا۔ ثلاثی مجرد اور مزید فیہ کے باقی ابواب سے فعل لازم اور متعدی دونوں طرح کے افعال استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے ان ابواب سے استعمال ہونے والے لازم افعال سے بھی نہ تو فعل مجہول بنے گا اور نہ اسم المفعول۔

<u>۵۶ : ۵</u> یہاں اسم المفعول اور مفعول کا فرق بھی سمجھ لیجئے۔ مفعول صرف جملہ فعلیہ میں معلوم ہو سکتا ہے' مثلاً فَتَحَ الرَّجُلُ بَابًا (مرد نے ایک دروازہ کھولا) میں بَابًا مفعول ہے۔ اور اسی لئے حالت نصب میں ہے۔ اگر الگ لفظ بَابٌ لکھا ہو تو وہ نہ تو فاعل ہے نہ مفعول اور نہ ہی مبتدا یا خبر۔ لیکن اگر لفظ مَفْتُوحٌ لکھا ہو تو یہ ایک اسم المفعول ہے' جو کسی جملے میں استعمال ہونے کی نوعیت سے مرفوع' منصوب یا مجرور ہو سکتا ہے' مثلاً اَلْبَابُ مَفْتُوحٌ (دروازہ کھلا ہوا ہے) یہاں مَفْتُوحٌ دراصل اَلْبَابُ کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اسی طرح لَيْسَ الْبَابُ مَفْتُوحًا یا لَيْسَ الْبَابُ بِمَفْتُوحٍ۔ اسکے علاوہ اسم المفعول جملے میں فاعل یا مفعول ہو کر بھی آسکتا ہے' مثلاً جَلَسَ الْمَظْلُوْمُ (مظلوم بیٹھا) یہاں اَلْمَظْلُوْمُ اسم المفعول ہے لیکن جملے میں بطور فاعل کے استعمال ہوا ہے اس لئے مرفوع ہے۔ اسی طرح نَصَرْتُ مَظْلُوْمًا (میں نے ایک مظلوم کی مدد کی) یہاں مظلوم اسم المفعول بھی ہے اور جملے میں بطور مفعول

استعمال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

٦ : ٥٦ الغرض اسم الفاعل اور فاعل نیز اسم المفعول اور مفعول کا فرق اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ فاعل ہمیشہ مرفوع ہوتا ہے اور مفعول ہمیشہ منصوب ہوتا ہے' جبکہ اسم الفاعل اور اسم المفعول جملے میں حسب موقع مرفوع' منصوب یا مجرور تینوں طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

بَعَثَ (ف) بَعْثًا = بھیجنا' اٹھانا' دوبارہ زندہ کرنا	رَسِلَ (س) رَسَلاً = نرم رفتار ہونا
سَخَرَ (ف) سُخْرِيًا = مغلوب کرنا' کسی سے بیگار لینا	(افعال) = چھوڑنا' بھیجنا (پیغام دے کر)
سَخِرَ (س) سَخَرًا = کسی کا مذاق اڑانا	حَضَرَ (ن) حُضُوْرًا = حاضر ہونا
(تفعیل) = قابو کرنا	(افعال) = حاضر کرنا' پیش کرنا
نَظَرَ (ن) نَظَرًا = دیکھنا' غور و فکر کرنا' مہلت دینا	نَجْمٌ (ج نُجُوْمٌ) = ستارہ
(افعال) = مہلت دینا	فَاكِهَةٌ (ج فَوَاكِهُ) = میوہ
كَرُمَ (ک) كَرَمًا = بزرگ ہونا' معزز ہونا	اَمْرٌ = حکم
(افعال) = تعظیم کرنا	ثَمَرٌ (ج اَثْمَارٌ' ثَمَرَاتٌ) = پھل

مشق نمبر ۵۴ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں کے ساتھ دیئے گئے ابواب سے اسم المفعول بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

۱۔ ب ع ث (ف) ۲۔ ر س ل (افعال) ۳۔ ن ز ل (تفعیل)

مشق نمبر ۵۴ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم المفعول شناخت کر کے ان کا مادہ، باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) اسم المفعول کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

(۱) وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ (۲) يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ (۳) قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ - قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ (۴) فَاُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ (۵) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۶) اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ - فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ (۷) هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (۸) وَمَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ

اِسمُ الظَّرف

۵۷ : ۱ ظرف کے لغوی معنی ہیں برتن یا بوری وغیرہ، یعنی جس میں کوئی چیز رکھی جائے۔ عربی میں لفافے کو بھی ظرف کہہ دیتے ہیں اور اسکی جمع ظروف کے معنی موافق اور ناموافق حالات کے بھی ہوتے ہیں۔ علم النحو کی اصطلاح میں اِسم الظرف کا مطلب ہے ایسا اِسم مشتق جو کسی کام کے ہونے یا کرنے کا وقت یا اسکی جگہ کا مفہوم رکھتا ہو۔ اس لئے ظرف کی دو قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک ظرف زمان جو کام کے وقت اور زمانہ کو ظاہر کرے اور دوسری ظرف مکان جو کام کرنے کی جگہ کا مفہوم دے۔ لیکن جہاں تک اسم الظرف کے لفظ کی ساخت یعنی وزن کا تعلق ہے تو دونوں میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔

۵۷ : ۲ فعل ثلاثی مجرد سے اسم الظرف بنانے کے لئے دو وزن استعمال ہوتے ہیں، ایک مَفْعَلٌ اور دوسرا مَفْعِلٌ۔ مضارع مضموم العین یعنی باب نَصَرَ اور کَرُمَ اور مفتوح العین یعنی باب فَتَحَ اور سَمِعَ سے اسم الظرف عام طور پر مَفْعَلٌ کے وزن پر بنتا ہے، جبکہ مضارع مکسور العین یعنی باب ضَرَبَ اور حَسِبَ سے اسم الظرف ہمیشہ مَفْعِلٌ کے وزن پر بنتا ہے۔

۵۷ : ۳ مضارع مضموم العین سے استعمال ہونے والے تقریباً دس الفاظ ایسے ہیں جو خلاف قاعدہ مَفْعَلٌ کی بجائے مَفْعِلٌ کے وزن پر استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً غَرَبَ یَغْرُبُ سے مَغْرَبٌ کی بجائے مَغْرِبٌ، اسی طرح مَشْرَقٌ کی بجائے مَشْرِقٌ، مَسْجَدٌ کی بجائے مَسْجِدٌ وغیرہ۔ اگرچہ ان الفاظ کا مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف بھی جائز ہے، یعنی مَغْرَبٌ اور مَسْجَدٌ بھی کہہ سکتے ہیں تاہم فصیح اور عمدہ زبان یہی سمجھی جاتی ہے کہ ان کو مَغْرِبٌ اور مَسْجِدٌ کہا جائے۔

۵۷ : ۴ اگر کوئی کام کسی جگہ (مکان) میں بکثرت ہوتا ہو تو اس کا اسم الظرف

مَفْعَلَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔ لیکن یہ وزن صرف ظرف مکان کے لئے استعمال ہوتا ہے' مثلاً مَدْرَسَةٌ (سبق لینے یا دینے کی جگہ) مَطْبَعَةٌ (چھاپنے کی جگہ) وغیرہ۔

۵ : ۵۷ اسم الظرف چاہے مَفْعَلٌ کے وزن پر ہو یا مَفْعِلٌ یا مَفْعَلَةٌ کے وزن پر ہو' ہر صورت میں اسکی جمع مکسر ہی استعمال ہوتی ہے اور تینوں اوزان کی جمع مکسر کا ایک ہی وزن "مَفَاعِلُ" ہے۔ نوٹ کرلیں کہ یہ وزن غیر منصرف ہے۔

۶ : ۵۷ مزید فیہ سے اسم ظرف بنانے کا الگ کوئی قاعدہ نہیں ہے بلکہ مزید فیہ سے بنائے گئے اسم المفعول کو ہی اسم الظرف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے مُمْتَحَنٌ کے معنی یہ بھی ہیں "جسکا امتحان لیا گیا" اور اس کے معنی یہ بھی ہیں "امتحان کی جگہ یا وقت"۔ اس قسم کے الفاظ کے اسم المفعول یا اسم الظرف ہونے کا فیصلہ کسی عبارت کے سیاق و سباق سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

۷ : ۵۷ باب افعال اور ثلاثی مجرد کے اسم الظرف میں تقریباً مشابہت ہو جاتی ہے۔ اور صرف میم کی فتحہ اور ضمہ کا فرق باقی رہ جاتا ہے' مثلاً مَخْرَجٌ ثلاثی سے ہے' اس کے معنی ہیں نکلنے کی جگہ' جبکہ مُخْرَجٌ باب افعال سے ہے اور اس کے معنی ہیں نکالنے کی جگہ۔ اسی طرح مَدْخَلٌ داخل ہونے کی جگہ اور مُدْخَلٌ داخل کرنے کی جگہ۔ اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

۸ : ۵۷ آپ کو بتایا گیا تھا کہ باب انفعال سے آنے والے افعال ہمیشہ لازم ہوتے ہیں' اس لئے ان سے فعل مجہول یا اسم مفعول نہیں بن سکتا لیکن اس باب سے اسم الظرف کے معنی پیدا کرنے کے لئے اس کے اسم المفعول کو استعمال کیا جاتا ہے' مثلاً اِنْحَرَفَ کے معنی ہیں مڑ جانا' جس کا اسم المفعول مُنْحَرَفٌ بنے گا' جس کے معنی ہوں گے مڑنے کی جگہ یا وقت' مگر اس سے اسم المفعول کا کام نہیں لیا جاسکتا۔ یہ بات بھی ذہن نشین کرلیں کہ مزید فیہ کے ابواب سے اسم المفعول کو جب اسم الظرف کے طور پر استعمال کرتے ہیں تو اسکی جمع' جمع مؤنث سالم کی طرح آتی ہے'

جیسے مُنحَرِفٌ سے مُنحَرِفَاتٌ اور مُحَاسَبٌ سے مُحَاسَبَاتٌ وغیرہ۔

۹ : ۵۷ یاد رکھئے کہ اسم الظرف میں کسی جگہ یا وقت کے تصور کے ساتھ ساتھ کسی کام کے کرنے یا ہونے کا مفہوم ضرور شامل ہوتا ہے۔ لیکن کچھ الفاظ ایسے ہیں جن میں وقت یا جگہ کا تصور تو ہوتا ہے مگر اس وقت یا جگہ میں کسی کام کے کرنے یا

ذخیرۂ الفاظ

فَسَحَ(ف)فَسْحًا = کشادگی کرنا۔ (تفعُّل) = کشادہ ہونا۔	اِذَا = جب بھی قِیْلَ = کہا گیا' کہا جائے۔
رَجَعَ(ض)رُجُوْعًا = واپس جانا' لوٹ آنا۔ رَصَدَ(ن)رَصَدًا = انتظار کرنا' گھات لگانا۔ سَکَنَ(ن)سُکُوْنًا = ٹھہر جانا' مسکین ہونا۔ رَقَدَ(ن)رَقْدًا = سونا(نیند میں)۔ بَرَدَ(ن)بَرْدًا = ٹھنڈا ہونا' ٹھنڈا کرنا۔	نَمْلَةٌ(ج نَمْلٌ) چیونٹی۔
بَرِحَ(س)بَرَاحًا = ٹلنا' ہٹ جانا۔	

مشق نمبر ۵۵

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم الظرف شناخت کر کے ان کا مادہ اور باب بتائیں (ii) اسم الظرف کی اعرابی حالت اور اسکی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ لکھیں۔

(۱) قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ (۲) وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ (۳) اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ (۴) لَآ اَبْرَحُ حَتّٰى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ (۵) رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا (۶) قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ (۷) لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ (۸) مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا (۹) رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ (۱۰) هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ (۱۱) اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا (۱۲) سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

اَسماءُ الصِّفة (۱)

۵۸ : ۱ اس کتاب کے حصہ اول کے پیراگراف ۳ : ۶ میں ہم نے اسم نکرہ کی دو قسمیں پڑھی تھیں' ایک اسم ذات جو کسی جاندار یا بے جان چیز کی جنس کا نام ہو' جیسے اِنْسَانٌ' فَرَسٌ' حِجْرٌ۔ اور دوسری اسم صفت جو کسی چیز کی صفت کو ظاہر کرے' مثلاً حَسَنٌ' سَھْلٌ وغیرہ۔

۵۸ : ۲ اسماءِ ذات کبھی تو بذریعہ حواس محسوس ہونے والی یعنی حِسی چیزوں کے نام ہوتے ہیں' جیسے بَیْتٌ' رَجُلٌ' رِیْحٌ وغیرہ اور کبھی وہ حواس کے بجائے عقل سے سمجھی جانے والی یعنی ذہنی چیزوں کے نام ہوتے ہیں' جیسے بُخْلٌ (کنجوسی) شَجَاعَةٌ (بہادری) وغیرہ۔ ذہنی چیزوں کے نام کو اسماء المعانی بھی کہتے ہیں۔ اب یہ بات نوٹ کرلیں کہ اسمائے ذات اور اسماء المعانی صفت کا کام نہیں دے سکتے' البتہ بوقت ضرورت موصوف بن سکتے ہیں۔

۵۸ : ۳ اسم المعانی اور صفت میں جو فرق ہوتا ہے وہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے۔ اس فرق کو آپ اردو الفاظ کے حوالے سے نسبتاً آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ جیسے "کنجوس ہونا" مصدر ہے' "کنجوسی" اسم المعانی ہے اور "کنجوس" صفت ہے۔ اسی طرح "بہادر ہونا" مصدر ہے' "بہادری" اسم المعانی ہے اور "بہادر" صفت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ڈکشنری سے عربی الفاظ کے معانی نوٹ کرتے وقت اس فرق کو بھی نوٹ کرلیا جائے اور ترجمہ کرتے وقت اس کالحاظ رکھا جائے۔ اب یہ نوٹ کرلیں کہ اسم صفت ضرورت پڑنے پر کسی اسم ذات یا اسم معانی کی صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں اور کسی موصوف کے بغیر جملہ میں ان کے اور بھی مختلف استعمال ہیں۔

۵۸ : ۴ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کا

ایک ہی مقرر وزن ہے اور اسی طرح مزید فیہ سے ان کو بنانے کا بھی ایک قاعدہ مقرر ہے۔ البتہ اسم الظرف بنانے کے لئے آپ نے تین مختلف وزن پڑھے ہیں۔ اب یہ نوٹ کر لیں کہ اسم صفت کے اوزان زیادہ ہیں اور ان کا کوئی قاعدہ بھی مقرر نہیں ہے۔ یعنی یہ طے نہیں ہے کہ کس باب سے صفت کسی وزن پر آئے گی۔ اس لئے کسی فعل سے بننے والے اسماء صفت معلوم کرنے کے لئے ہمیں ڈکشنری دیکھنا ہوتی ہے۔ اس سبق کا مقصد یہ ہے کہ اسماء صفت کے متعلق کچھ ضروری باتیں آپ کو بتا دی جائیں تاکہ ڈکشنری دیکھتے وقت آپ کا ذہن الجھن کا شکار نہ ہو۔

۵ : ۵۸ گزشتہ اسباق کے پیراگراف ۹ : ۵۵ اور ۵ : ۵۶ میں آپ دیکھ چکے ہیں کہ اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں جملے میں کبھی فاعل اور کبھی مفعول بن کر آتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور بھی استعمال ہیں۔ مثلاً یہ مبتدا اور خبر بھی بنتے۔ جیسے اَلظَّالِمُ قَبِیْحٌ اور اَلْمَظْلُوْمُ جَمِیْلٌ۔ یہاں اَلظَّالِمُ (اسم الفاعل) اور اَلْمَظْلُوْمُ (اسم المفعول) دونوں مبتداء ہیں۔ یا اَلرَّجُلُ ظَالِمٌ اور اَلرَّجُلُ مَظْلُوْمٌ۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول، دونوں خبر ہیں۔ اسی طرح یہ صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ ظَالِمٌ اور رَجُلٌ مَظْلُوْمٌ۔ یہ دونوں مرکب توصیفی ہیں۔ یہاں اسم الفاعل اور اسم المفعول رَجُلٌ کی صفت ہیں۔ اس لئے ڈکشنری میں کسی فعل کی صفت اگر فَاعِلٌ یا مَفْعُوْلٌ کے وزن پر نظر آئے تو پریشان ہونے کی کوشش نہ کریں۔

۶ : ۵۸ فَعِیْلٌ کے وزن پر بھی کافی اسماء صفت استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے متعلق ذہن نشین کر لیں کہ (۱) فَعِیْلٌ کے وزن پر اسماء صفت عام طور پر ثلاثی مجرد کے افعال لازم سے استعمال ہوتے ہیں، جبکہ افعال متعدی سے اس کا استعمال بہت ہی کم ہے۔ (۲) فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت زیادہ تر باب کَرُمَ اور سَمِعَ سے آتی ہے۔ کیونکہ باب کَرُمَ سے آنے والے تمام افعال اور باب سَمِعَ سے اکثر افعال لازم ہوتے ہیں۔ استثنائی صورت میں دوسرے ابواب سے چند صفات فَعِیْلٌ کے وزن پر

مستعمل ہیں۔ جیسے رَفَعَ (ف) سے رَفِیْعٌ اور خَصَمَ (ض) سے خَصِیْمٌ وغیرہ۔
(۳) فَعِیْلٌ کے وزن پر آنے والی صفت بھی زیادہ تر اسم الفاعل کے معنی میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً سَرِیْعٌ (جلدی کرنے والا) حَرِیْصٌ (لالچ کرنے والا) رَحِیْمٌ (رحم کرنے والا) وغیرہ۔ لیکن چند صفات اسم المفعول کے معنی میں بھی مستعمل ہیں۔ جیسے جَرِیْحٌ (مجروح = زخمی کیا ہوا) رَجِیْمٌ (مرجوم = رجم کیا ہوا) وغیرہ۔ ذہن میں یہ بات اگر واضح رہے کہ فَعِیْلٌ کے وزن میں اسم الفاعل کے علاوہ کبھی اسم المفعول کا مفہوم بھی ہوتا ہے' تو جملہ کے مفہوم سے یہ فرق آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے اور اکثر ڈکشنری دیکھنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

<u>۵۸ : ۷</u> فَاعِلٌ اور فَعِیْلٌ کے وزن پر آنے والے الفاظ میں اسم الفاعل اور اسم الصفت' دونوں کا مفہوم ہوتا ہے لیکن ان کے مفہوم میں ایک فرق بھی ہے۔ اسے سمجھ کر ذہن نشین کرلیں۔ فَاعِلٌ کے وزن میں کسی صفت کے وقتی یا عارضی طور پر پائے جانے کا مفہوم ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ موصوف کے اندر وہ صفت پہلے نہیں تھی' ایک خاص وقت میں وجود میں آئی اور پھر ختم ہوگئی۔ اس کے برعکس فَعِیْلٌ کے وزن میں پائیداری اور ہمیشگی کا مفہوم ہوتا ہے۔ یعنی موصوف میں وہ صفت عارضی نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ پائی جاتی ہے۔ مثلاً رَاحِمٌ سے مراد یہ ہے کہ رحم کی صفت' موصوف کو کسی خاص وقت پر حاصل ہوئی۔ جبکہ رَحِیْمٌ سے مراد یہ ہے کہ رحم کی صفت' موصوف میں ہمیشہ اور ہر وقت پائی جاتی ہے۔ اس لئے رَحِیْمٌ کا ترجمہ ہوگا "ہمیشہ اور ہر وقت رحم کرنے والا"۔ یہی فرق سَامِعٌ اور سَمِیْعٌ' عَالِمٌ اور عَلِیْمٌ' حَافِظٌ اور حَفِیْظٌ وغیرہ میں ہے۔

<u>۵۸ : ۸</u> کچھ صفات اس لحاظ سے تو عارضی ہیں کہ وہ طاری ہونے کے بعد جلد زائل ہوجاتی ہیں۔ لیکن دوسرے پہلو سے ان میں ہمیشگی کا مفہوم بھی ہوتا ہے' کیونکہ وہ باربار طاری ہوتی ہیں۔ جیسے بھوکا' پیاسا' ناراض' خوش' وغیرہ۔ اس قسم کے معنی رکھنے والے افعال کی صفت زیادہ تر فَعِلٌ کے وزن پر آتی ہے۔ جیسے فَرِحٌ

(خوش)، تَعِبَ(تھکاماندہ) وغیرہ۔

ذخیرۂ الفاظ

بَشَرَ(ن)بَشْرًا = کھال چھیلنا۔ کھال ظاہر کرنا۔ بَشِرَ(س)بَشَرًا = خوش ہونا۔ (تفعیل) = خوش کرنا۔ خوش خبری دینا۔	خَدَعَ(ف)۔ خَدْعًا = دھوکا دینا۔ (مفاعلہ) = دھوکا دینا
ضَعَفَ(ن)ضَعْفًا = کمزور ہونا۔ (ف)ضِعْفًا = زیادہ کرنا، دوگنا کرنا۔ (استفعال) = کمزور خیال کرنا۔	خَبَرَ(ن)۔ خَبْرًا = حقیقت سے واقف ہونا۔ باخبر ہونا۔ حَفِظَ(س)۔ حِفْظًا = حفاظت کرنا۔ زبانی یاد کرنا۔ اَسِفَ(س)۔ اَسَفًا = غمگین ہونا۔ افسوس کرنا۔ نَذَرَ(ض)۔ نَذْرًا = نذر ماننا۔
نَذِرَ(س)نَذْرًا = چوکنا ہونا۔ (افعال) = چوکنا کرنا، خبردار کرنا۔	

مشق نمبر ۵۶ (الف)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (۲) وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ (۳) وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّا مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ (۴) اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (۵) فَرَجَعَ مُوْسٰٓی اِلٰی قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا (۶) اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۷) اِنَّكُمْ مَبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ۔ (۸) وَمَآ اَنَا عَلَیْكُمْ بِحَفِیْظٍ (۹) وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ (۱۰) اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ (۱۱) وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (۱۲) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ

مشق نمبر ۵۶ (ب)

مذکورہ بالا مشق میں استعمال کئے گئے مندرجہ ذیل اسماء کا مادہ' باب اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں۔ نیز یہ بتائیں کہ یہ اسماء مشتقہ میں سے کون سے اسم ہیں۔

(۱) جَاعِلٌ (۲) مُسْتَضْعَفُوْنَ (۳) اَلْمُرْسَلِیْنَ (۴) مُبَشِّرِیْنَ (۵) مُنْذِرِیْنَ (۶) اَلْمُنَافِقِیْنَ (۷) خَادِعُ (خَادِعُهُمْ میں) (۸) اَسِفًا (۹) خَبِیْرٌ (۱۰) مَبْعُوْثُوْنَ (۱۱) حَفِیْظٌ (۱۲) فَرِحٌ (۱۳) عَلِیْمٌ (۱۴) حَمِیْدٌ۔

ضروری ہدایات

جو طلبہ قواعد کو خوب اچھی طرح یاد کر لیتے ہیں اور امتحان میں زیادہ نمبر لے کر سند حاصل کر لیتے ہیں' وہ بھی کچھ عرصہ کے بعد قواعد بھول جاتے ہیں۔ یہ ایک نارمل صورتِ حال ہے۔ آدمی زیادہ ذہین ہو یا کم ذہین ہو' ہر ایک کے ساتھ یہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس صورتِ حال سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم لوگ چودہ سال یا سولہ سال تک انگریزی پڑھتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جو استعداد حاصل ہوتی ہے وہ معروف ہے۔ اس کے بعد جو لوگ ایسے کاروبار میں لگ جاتے ہیں جہاں انگریزی سے زیادہ واسطہ نہیں پڑتا' ان کی رہی سہی استعداد بھی جاتی رہتی ہے۔ جن لوگوں کو دفتر میں صبح سے شام تک انگریزی میں ہی سارا کام کرنا ہوتا ہے' ان کو بھی دیکھا ہے کہ جب انگریزی میں کچھ لکھنا ہوتا ہے تو کچی پینسل سے لکھتے اور ربڑ سے مٹاتے رہتے ہیں۔ گرامر کی کتابیں اور ڈکشنریاں ساتھ ہوتی ہیں۔ اس طرح چند سال کی محنت کے بعد انہیں انگریزی لکھنے کا محاورہ ہوتا ہے۔ البتہ انگریزی پڑھ کر سمجھنا ان کے لئے نسبتاً آسان ہوتا ہے لیکن ڈکشنری دیکھنے کی ضرورت پھر بھی ہوتی ہے۔

اب نوٹ کریں کہ جس شخص نے انگریزی نہیں پڑھی وہ گرامر کی کتابوں اور ڈکشنری کی مدد سے انگریزی پڑھنے کے لئے محاورہ حاصل نہیں کر سکتا۔ انگریزی

پڑھنے کا اصل فائدہ یہ ہے کہ اب انسان مذکورہ محاورہ کے لئے مشق کرنے میں گرامر اور ڈکشنری سے مدد حاصل کر سکتا ہے۔

اسی طرح عربی قواعد سمجھ کے اور اس کی کچھ مشقیں کر کے' اگر آپ انہیں بھول جاتے ہیں تو آپ کی محنت رائگاں نہیں جائے گی۔ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہوئے کسی لفظ کی ساخت کو سمجھنے کے لئے ضروری قاعدہ اگر یاد نہ بھی آئے' تب بھی آپ کا ذہن یہ ضرور بتائے گا کہ متعلقہ قاعدہ کتاب میں کہاں ملے گا۔ وہ قاعدہ آپ کا سمجھا ہوا ہے' صرف ایک نظر ڈال کر اسے مستحضر کرنے کی ضرورت ہو گی۔ کسی لفظ کے معنی اگر بھول گئے ہیں تو ڈکشنری سے دیکھ سکتے ہیں۔

اس طرح مطالعہ قرآن حکیم کے دوران قواعد اور ذخیرۂ الفاظ کا اعادہ ہوتا رہے گا اور صرف دو یا تین پاروں کے مطالعہ سے ان شاء اللہ آپ کو یہ محاورہ ہو جائے گا کہ آپ قرآن مجید سنیں یا پڑھیں تو ترجمہ کے بغیر اس کا مطلب اور مفہوم سمجھ میں آتا جائے۔

اَسماءُ الصِّفه (۲)

۱ : ۵۹ اب ہم آپ کو "اسماء الصفة" کی ایک خاص اور اہم قسم سے متعارف کراتے ہیں۔ جو افعال رنگ' ظاہری عیب یا حلیہ کے معنی رکھتے ہیں ان سے بننے والے اسماء الصفۃ میں بھی دوام اور ہمیشگی کے معنی موجود ہوتے ہیں۔ اس قسم کی صفت بنانے کے لئے "اَفْعَلُ" کا وزن مقرر ہے۔ مثلاً بَکِمَ (س) بَکَمًا = (گونگا ہونا) کی صفت اَبْکَمُ (گونگا) خَضِرَ (س) خَضَرًا = (سبز ہونا) کی صفت اَخْضَرُ (سبز) وغیرہ۔ ان اَفْعَلُ الوان وعیوب کہتے ہیں۔

۲ : ۵۹ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اس قسم کے افعال اور بالخصوص عیب یا حلیہ ظاہر کرنے والے افعال زیادہ تر باب سمع سے آتے ہیں۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کی نحوی گردان مندرجہ ذیل ہے۔

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	اَفْعَلُ	اَفْعَلَ	اَفْعَلَ
مذکر تثنیہ	اَفْعَلَانِ	اَفْعَلَیْنِ	اَفْعَلَیْنِ
مذکر جمع	فُعْلٌ	فُعْلًا	فُعْلٍ
مؤنث واحد	فَعْلَاءُ	فَعْلَاءَ	فَعْلَاءَ
مؤنث تثنیہ	فَعْلَاوَانِ	فَعْلَاوَیْنِ	فَعْلَاوَیْنِ
مؤنث جمع	فُعْلٌ	فُعْلًا	فُعْلٍ

۳ : ۵۹ امید ہے کہ مذکورہ گردان میں آپ نے یہ باتیں نوٹ کرلی ہوں گی :

(i) واحد مذکر کا وزن اَفْعَلُ اور واحد مونث کا وزن فَعْلَاءُ دونوں غیر منصرف ہیں

(ii) جمع مذکر اور جمع مونث دونوں کا ایک ہی وزن ہے یعنی فُعْلٌ اور یہ معرب ہے

(iii) واحد مونث فَعْلَاءُ سے تثنیہ بناتے وقت ہمزہ کو واو سے تبدیل کردیتے ہیں۔

۴ : ۵۹ آپ کو یاد ہوگا کہ حصہ اول کے پیراگراف ۳ : ۴ اور ۴ : ۴ میں مونث قیاسی کے ضمن میں ایک علامت الف ممدودہ (۔اء) بتائی گئی تھی۔ وہ دراصل یہی فَعْلَاءُ کا وزن ہے۔ اس وقت چونکہ آپ نے اوزان نہیں پڑھے تھے اس لئے الف ممدودہ یا فَعْلَاءُ کے وزن والے الفاظ کی نحوی گردان نہیں کرائی گئی تھی۔ لیکن اب آپ ان کی گردان کرسکتے ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

نَزَعَ (ض) نَزْعًا = کھینچ نکالنا۔

حَشَرَ (ن ٗ ض) حَشْرًا ۔ جمع کرنا۔

زَرِقَ (س) زَرَقًا ۔ آنکھوں کا نیلا ہونا ٗ اندھا ہونا۔

صَفِرَ (س) صَفَرًا ۔ زرد رنگ کا ہونا۔

حَرِجَ (س) حَرَجًا ۔ تنگ ہونا۔ حَرَجٌ ۔ تنگی ٗ گرفت۔

جَمَلٌ (ج جِمَالٌ ٗ جِمَالَةٌ) ۔ اونٹ۔

اَعْمٰی (ج عُمْیٌ) ۔ اندھا۔ اَبْیَضُ = سفید۔

فَاِذَا ۔ تو اچانک۔

مشق نمبر ۵۷ (الف)

مندرجہ ذیل افعال سے ان کی صفت (الوان وعیوب) بنا کر ہر ایک کی نحوی گردان کریں۔

(۱) بَکِمَ - گونگا ہونا (۲) خَضِرَ - سبز ہونا (۳) حَوِرَ - آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کا نمایاں ہونا' خوبصورت آنکھ والا ہونا۔

مشق نمبر ۵۷ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) صفت الوان وعیوب تلاش کر کے ان کا صیغہ (عدد وجنس) بتائیں (ii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَىْءٍ (۲) وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا (۳) اَلَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا (۴) كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ (۵) لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ (۶) اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ (۷) وَنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِىَ بَيْضَاءُ لِلنّٰظِرِيْنَ

اِسمُ المُبالغہ

۱ : ٦٠ اسماءِ مشتقہ کے پہلے سبق یعنی اس کتاب کے پیراگراف نمبر۸ : ۵۴ میں ہم نے ان کی چھ اقسام: اسم الفاعل' اسم المفعول' اسم الظرف' اسم الصفہ' اسم التفصیل اور اسم الالہ کا ذکر کیا تھا' جن میں سے اب تک ہم چار کے متعلق کچھ پڑھ چکے ہیں۔ وہاں ہم نے یہ بھی بیان کیا تھا کہ بعض حضرات اسم المبالغہ کو بھی مشتقات میں شمار کرتے ہیں۔ تاہم اسم المبالغہ چونکہ ایک طرح سے اسم الصفہ بھی ہے اس لئے ہم نے اسے مشتقات کی الگ مستقل قسم شمار نہیں کیا تھا۔ البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسم المبالغہ پر بھی کچھ بات کرلی جائے۔

۲ : ٦٠ اب یہ بات سمجھ لیجئے کہ اسم المبالغہ میں بھی زیادہ تر "کام کرنے والا" کا ہی مفہوم ہوتا ہے۔ البتہ فرق یہ ہے کہ یہ مفہوم مبالغہ یعنی کام کی کثرت اور زیادتی کے معنی کے ساتھ ہوتا ہے۔ مثلاً ضَرَبَ (مارنا) سے اسم الفاعل "ضَارِبٌ" کے معنی ہوں گے "مارنے والا"' جبکہ اس سے اسم المبالغہ "ضَرَّابٌ" کے معنی ہوں گے "کثرت سے اور بہت زیادہ مارنے والا"۔

۳ : ٦٠ اسماءِ صفت کی طرح اسم المبالغہ کے اوزان بھی متعدد ہیں۔ اور قیاس (مقررہ قواعد) سے زیادہ اس میں بھی سماع (اہل زبان سے سننا) پر انحصار کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کے تین اوزان کا تعارف ہم کرادیتے جو کہ زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔

۴ : ٦٠ اسم المبالغہ کا ایک وزن فَعَّالٌ ہے۔ اس میں کسی کام کو کثرت سے کرنے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے غَفَّارٌ (بار بار بخشنے والا)۔ کسی کاریگری یا کاروبار کے پیشہ ورانہ ناموں کے لئے بھی زیادہ تر یہی وزن استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً خَبَّازٌ (بار بار بکثرت روٹی بنانے والا یعنی نانبائی)۔ اسی طرح خَیَّاطٌ (درزی) بَزَّازٌ (کلاتھ مرچنٹ) وغیرہ۔

۵ : ٦٠ فَعُوْلٌ بھی مبالغہ کا وزن ہے۔ اس میں یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جب بھی کوئی کام کرے تو خوب دل کھول کر کرے۔ جیسے صَبُوْرٌ (بہت زیادہ صبر کرنے والا)۔ غَفُوْرٌ (بہت بخشنے والا) وغیرہ۔

٦ : ٦٠ فَعْلاَنُ کے وزن میں کسی صفت کے حد سے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے۔ جیسے عَطِشَ (پیاسا ہونا) سے عَطْشَانُ (بے انتہا پیاسا) کَسِلَ (سست ہونا) سے کَسْلاَنُ (بے انتہا سست) وغیرہ۔ فَعْلاَنُ کی مؤنث فَعْلٰی کے وزن پر اور مذکر و مؤنث دونوں کی جمع فِعَالٌ یا فُعَالٰی کے وزن پر آتی ہے۔ مثلاً عَطِشَ (پیاسا ہونا) سے عَطْشَانُ کی مؤنث عَطْشٰی اور دونوں کی جمع عِطَاشٌ

غَضِبَ (غضبناک ہونا) سے غَضْبَانُ کی مؤنث غَضْبٰی اور دونوں کی جمع غِضَابٌ'

سَکِرَ (مدہوش ہونا) سے سَکْرَانُ کی مؤنث سَکْرٰی اور دونوں کی جمع سُکَارٰی'

کَسِلَ (سست ہونا) سے کَسْلاَنُ کی مؤنث کَسْلٰی اور دونوں کی جمع کُسَالٰی وغیرہ۔

۷ : ٦٠ یہ بات بھی نوٹ کرلیں کہ فَعْلاَنُ (غیر منصرف) کبھی فَعْلاَنٌ (معرب) بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے تَعْبَانٌ (تھکاماندہ)۔ ایسی صورت میں اس کی مؤنث "ۃ" لگا کر بناتے ہیں جیسے تَعْبَانَۃٌ۔ نیز ایسی صورت میں مذکر اور مؤنث' دونوں کی جمع سالم استعمال ہوتی ہے۔ جیسے تَعْبَانُوْنَ۔ تَعْبَانَاتٌ۔

۸ : ٦٠ فَعُوْلٌ اور فَعِیْلٌ میں کبھی "ۃ" لگا کر مؤنث بناتے ہیں اور کبھی مذکر کا ہی صیغہ مؤنث کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کا قاعدہ سمجھ لیں۔ فَعُوْلٌ اگر بمعنی مفعول ہو' تب اس کے مذکر اور مؤنث میں "ۃ" لگا کر فرق کرتے ہیں۔ مثلاً جَمَلٌ حَمُوْلٌ (ایک بہت لادا گیا اونٹ) اور نَاقَۃٌ حَمُوْلَۃٌ (ایک بہت لادی گئی اونٹنی)۔ لیکن اگر فَعُوْلٌ بمعنی فاعل ہو تو مذکر و مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والا مرد) اور اِمْرَاَۃٌ صَبُوْرٌ (ایک بہت صبر کرنے والی عورت)۔

۹ : ٦٠ نوٹ کریں کہ فَعِیْلٌ کے وزن میں مذکورہ بالا قاعدہ برعکس یعنی الٹا استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ فَعِیْلٌ جب بمعنی فاعل ہو' تب مذکر و مؤنث میں "ةٌ" سے فرق کرتے ہیں۔ جیسے رَجُلٌ نَصِیْرٌ (ایک مدد کرنے والا مرد) اور اِمْرَاَةٌ نَصِیْرَةٌ (ایک مدد کرنے والی عورت)۔ اور فَعِیْلٌ جب بمعنی مفعول ہوتا ہے تو مذکر مؤنث کا صیغہ یکساں رہتا ہے۔ جیسے رَجُلٌ جَرِیْحٌ (ایک زخمی کیا ہوا مرد)۔ اور اِمْرَاَةٌ جَرِیْحٌ (ایک زخمی کی ہوئی عورت)۔

ذخیرۂ الفاظ

اَشِرَ (س) اَشَرًا = اکڑنا' اترانا

جَبَرَ (ن) جَبْرًا = قوت اور دباؤ سے کسی چیز کو درست کرنا' زبردستی کرنا

شَکَرَ (ن) شُکْرًا = نعمت کے احساس کا اظہار کرنا' شکریہ ادا کرنا

ظَلَمَ (ض) ظُلْمًا = کسی چیز کو اس کے صحیح مقام سے ہٹا دینا' ظلم کرنا

ظَلِمَ (س) ظَلَمًا = روشنی کا معدوم ہونا' تاریک ہونا

جَحَدَ (ف) جَحْدًا = جان بوجھ کر انکار کرنا

خَتَرَ (ض) خَتْرًا = غداری کرنا' بری طرح بے وفائی کرنا

کَفَرَ (ن) کُفْرًا = کسی چیز کو چھپانا' انکار کرنا

غَفَرَ (ض) غَفْرًا = کسی چیز کو میل کچیل سے بچانے کے لئے ڈھانپ دینا' عذاب سے بچانے کے لئے گناہ کو چھپا دینا' ڈھانپ دینا' بخش دینا

مشق نمبر ۵۸

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں : (i) اسم المبالغہ تلاش کرکے ان کا مادہ' وزن اور صیغہ (عدد و جنس) بتائیں (ii) ان کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ بتائیں (iii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(۱) بَلْ هُوَ كَذَّابٌ اَشِرٌ (۲) كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ (۳) اِنَّ
فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (۴) وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (۵) وَاَنَّ اللّٰهَ
لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيْدِ (۶) وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَا اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ (۷) اِنَّ الْاِنْسَانَ
لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (۸) وَقَالُوْا يٰمُوْسٰى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ (۹) وَكَانَ الشَّيْطٰنُ
لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا

اِسمُ التَّفضِیل (۱)

۱ : ۶۱ آپ کو یاد ہو گا کہ انگریزی میں کسی موصوف کی صفت میں دوسروں پر برتری یا زیادتی ظاہر کرنے کے لئے Comparative اور Superlative Degree کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً Good سے Better اور Best۔ اسی طرح عربی میں بھی کسی موصوف کی صفت کو دوسروں کے مقابلہ میں برتر یا زیادہ ظاہر کرنے کے لئے جو اسم استعمال ہوتا ہے اسے اسم التفضیل کہتے ہیں، جس کے لفظی معنی ہیں "فضیلت دینے کا اسم" کسی صفت میں خواہ اچھائی کا مفہوم ہو یا برائی کا، دونوں کی زیادتی کے اظہار کے لئے استعمال ہونے والے اسم کو اسم التفضیل ہی کہا جائے گا۔ اس بات کو فی الحال انگریزی کی مثال سے یوں سمجھ لیں کہ Good اسم الصفہ ہے جبکہ Better اور Best دونوں اسم التفضیل ہیں۔ اسی طرح Bad اسم الصفہ ہے جبکہ Worse اور Worst دونوں اسم التفضیل ہیں۔

۲ : ۶۱ خیال رہے کہ اسم المبالغہ میں بھی صفت کی زیادتی کا مفہوم ہوتا ہے لیکن اس میں کسی سے تقابل کے بغیر موصوف میں فی نفسہٖ اس صفت کے زیادہ ہونے کا مفہوم ہوتا ہے، جبکہ اسم التفضیل میں یہ مفہوم پایا جاتا ہے کہ موصوف میں مذکورہ صفت کسی کے مقابلہ میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس بات کو فی الحال اردو کی مثال سے سمجھ لیں۔ اگر ہم کہیں "یہ لڑکا بہت اچھا ہے" تو اس جملہ میں "بہت اچھا" اسم المبالغہ ہے۔ لیکن اگر ہم کہیں "یہ لڑکا اس لڑکے سے زیادہ اچھا ہے" یا "یہ لڑکا سب سے اچھا ہے" تو اب "زیادہ اچھا" اور "سب سے اچھا" دونوں اسم التفضیل ہیں، اس لئے کہ ان دونوں میں تقابل کا مفہوم شامل ہے۔

۳ : ۶۱ عربی زبان میں واحد مذکر کے لئے اسم التفضیل کا وزن "اَفْعَلُ" اور واحد مونث کے لئے "فُعْلٰی" ہے اور ان کی نحوی گردان مندرجہ ذیل ہے :

	رفع	نصب	جر
مذکر واحد	اَفْعَلُ	اَفْعَلَ	اَفْعَلَ
مذکر تثنیہ	اَفْعَلَانِ	اَفْعَلَیْنِ	اَفْعَلَیْنِ
مذکر جمع مکسر	اَفَاعِلُ	اَفَاعِلَ	اَفَاعِلَ
مذکر جمع سالم	اَفْعَلُوْنَ	اَفْعَلِیْنَ	اَفْعَلِیْنَ
مؤنث واحد	فُعْلٰی	فُعْلٰی	فُعْلٰی
مؤنث تثنیہ	فُعْلَیَانِ	فُعْلَیَیْنِ	فُعْلَیَیْنِ
مؤنث جمع سالم	فُعْلَیَاتٌ	فُعْلَیَاتٍ	فُعْلَیَاتٍ
مؤنث جمع مکسر	فُعَلٌ	فُعَلاً	فُعَلٍ

۴ : ۶۱ اس سے پہلے پیراگراف ۵۹:۲ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ الوان وعیوب کے واحد مذکر کا وزن بھی افعل ہی ہوتا ہے مگر دونوں کی نحوی گردان میں فرق ہے۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل فرق کو خاص طور سے نوٹ کر کے ذہن نشین کریں۔
(i) افعل التفضیل میں جمع مذکر کے صیغے میں جمع مکسّر کا وزن مختلف ہے۔ نیز اس کی جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔ (ii) افعل التفضیل میں واحد مؤنث کا وزن مختلف ہے اور یہ وہی وزن ہے جو اس کتاب کے پہلے حصہ کے پیراگراف ۳ : ۴۱ اور ۴ : ۴ میں الف مقصورہ کے عنوان سے پڑھایا گیا تھا۔ نیز فُعْلٰی کا وزن مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ (iii) افعل التفضیل میں جمع مؤنث کے صیغے میں جمع مکسر کا وزن مختلف ہے یعنی فُعْلٌ کے بجائے فُعَلٌ ہے۔ نیز اس کے جمع سالم بھی استعمال ہوتی ہے۔

۵ : ۶۱ اسم التفضیل ہمیشہ فعل ثلاثی مجرد سے ہی بنتا ہے اور صرف ان افعال سے جن میں الوان وعیوب والا مفہوم نہ ہو۔ کیونکہ ان سے افعل التفضیل کے بجائے افعل الوان وعیوب کے صیغے استعمال ہوں گے۔ اسی طرح سے کسی مزید فیہ فعل سے

بھی افعل التفضیل کے صیغے نہیں بن سکتے۔ اگر کبھی ضرورت کے تحت الوان و عیوب والے فعل ثلاثی مجرد یا مزید فیہ کے کسی فعل سے اسم التفضیل استعمال کرنا پڑے تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ حسب موقع اَشَدُّ (زیادہ سخت) اَکْثَرُ (مقدار یا تعداد میں زیادہ) اَعْظَمُ (عظمت میں زیادہ) وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر لگا دیتے ہیں۔ مثلاً اَشَدُّ سَوَادًا (زیادہ سیاہ) اَکْثَرُ اِخْتِیَارًا (اختیار میں زیادہ) اَعْظَمُ تَوْقِیْرًا (عزت کی عظمت میں زیادہ) وغیرہ۔ ایسے الفاظ کے ساتھ متعلقہ فعل کا جو مصدر استعمال ہوتا ہے اسے "تَمْیِیْزٌ" کہتے ہیں۔ تمیز عموماً واحد اور نکرہ استعمال ہوتی ہے اور ہمیشہ حالت نصب میں ہوتی ہے۔

٦ : ٦١ افعل التفضیل کے درج ذیل چند استثنیٰ ہیں۔ مثلاً خَیْرٌ (زیادہ اچھا) اور شَرٌّ (زیادہ برا) کے الفاظ ہیں جو دراصل اَخْیَرُ اور اَشَرُّ (بروزن افعل) تھے، مگر یہ اپنی اصل شکل میں شاذ ہی (کبھی شعروادب میں) استعمال ہوتے ہیں، ورنہ ان کا زیادہ تر استعمال خَیْرٌ اور شَرٌّ ہی ہے۔ اسی طرح اُخْرٰی (دوسری) کی جمع مندرجہ بالا قاعدہ کے مطابق اُخَرٌ (بروزنِ فُعَلٌ) آنی چاہئے مگر یہ لفظ غیر منصرف یعنی اُخَرُ استعمال ہوتا ہے۔

مشق نمبر ۵۹

مندرجہ ذیل افعال سے اسم التفضیل بنا کر ان کی نحوی گردان کریں۔

(i) حَسُنَ (ک، ن) حَسَنًا = خوبصورت ہونا۔

(ii) سَفِلَ (ن، س، ک) سَفْلًا، سُفُولًا = پست ہونا، حقیر ہونا۔

(iii) کَبُرَ (ک) = بڑا ہونا۔

اِسمُ التَّفضیل (۲)

۱ : ۶۲ گزشتہ سبق میں آپ نے اسم التفضیل کی مختلف صورتیں (مذکر، مؤنث، واحد، جمع وغیرہ) بنانے کا طریقہ پڑھ لیا ہے۔ اب اس سبق میں ہم آپ کو عبارت میں اس کے استعمال کے متعلق کچھ بتائیں گے۔

۲ : ۶۲ اسم التفضیل دو اغراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اولاً یہ کہ دو چیزوں یا اشخاص وغیرہ میں سے کسی ایک کی صفت (اچھی یا بری) کو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لئے۔ اسے تفضیلِ بعض کہتے ہیں۔ اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Comparative Degree کہتے ہیں۔ ثانیاً یہ کہ کسی چیز یا شخص کی صفت کو باقی تمام چیزوں یا اشخاص کے مقابلہ میں زیادہ بتانے کے لئے۔ اسے تفضیلِ کُل کہتے ہیں اور یہ وہی چیز ہے جسے انگریزی میں Superlative Degree کہتے ہیں۔

۳ : ۶۲ اسم التفضیل کو تفضیلِ بعض کے مفہوم میں استعمال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کے بعد مِنْ لگا کر اس چیز یا شخص کا ذکر کرتے ہیں جس پر موصوف کی صفت کی زیادتی بتانا مقصود ہوتا ہے۔ مثلاً زَیْدٌ اَجْمَلُ مِنْ عُمَرَ (زید عمر سے زیادہ خوبصورت ہے)۔ اس جملہ میں زَیْدٌ مبتدا ہے اور اَجْمَلُ مِنْ عُمَرَ اس کی خبر ہے۔

۴ : ۶۲ اب ایک اہم بات یہ نوٹ کر لیں کہ مِنْ کے ساتھ استعمال ہونے کی صورت میں اسم التفضیل کا صیغہ ہر حالت میں واحد اور مذکر ہی رہے گا چاہے اس کا موصوف (یعنی مبتدا) تثنیہ یا جمع یا مؤنث ہی کیوں نہ ہو۔ مثلاً اَلرَّجُلانِ اَجْمَلُ مِنْ زَیْدٍ۔ یا۔ عَائِشَةُ اَجْمَلُ مِنْ زَیْنَبَ۔ اَلنِّسَاءُ اَجْمَلُ مِنَ الرِّجَالِ وغیرہ۔

۵ : ۶۲ اسم التفضیل کو تفضیل کل کے مفہوم میں استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کو معرف باللام کر دیتے ہیں۔ مثلاً اَلرَّجُلُ

الْاَفْضَلُ (سب سے زیادہ افضل مرد)۔ نوٹ کرلیں کہ ایسی صورت میں اسم التفضیل اپنے موصوف کے ساتھ مل کر مرکّب توصیفی بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی صورت میں اسم التفضیل کی اپنے موصوف کے ساتھ جنس اور عدد میں مطابقت ضروری ہے۔ مثلاً العَالِمُ الْاَفْضَلُ۔ اَلْعَالِمَانِ الْاَفْضَلَانِ۔ اَلْعَالِمُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ۔ اَلْعَالِمَةُ الْفُضْلٰی۔ اَلْعَالِمَتَانِ الْفُضْلَیَانِ۔ اَلْعَالِمَاتُ الْفُضْلَیَاتُ۔

۶ : ۶۲ اسم التفضیل کو تفضیلِ کُل کے مفہوم میں استعمال کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسم التفضیل کو مضاف بنا کر لاتے ہیں اور مضاف الیہ میں ان کا ذکر ہوتا ہے جن پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہو۔ مثلاً زَیْدٌ اَعْلَمُ النَّاسِ (زید تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہے)۔ نوٹ کرلیں کہ ایسی صورت میں یہ جملہ اسمیہ ہے۔ زَیْدٌ مبتدا ہے اور اَعْلَمُ النَّاسِ مرکب اضافی بن کر اس کی خبر بن رہا ہے۔

۷ : ۶۲ اسم التفضیل جب مضاف ہو تو جنس اور عدد کے لحاظ سے اپنے موصوف سے اس کی مطابقت اور عدم مطابقت دونوں جائز ہیں۔ مثلاً اَلْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُ النَّاسِ بھی درست ہے اور اَلْاَنْبِیَاءُ اَفَاضِلُ النَّاسِ یا اَلْاَنْبِیَاءُ اَفْضَلُو النَّاسِ بھی درست ہے۔ اسی طرح سے مَرْیَمُ فُضْلَی النِّسَاءِ اور مَرْیَمُ اَفْضَلُ النِّسَاءِ دونوں درست ہیں۔

۸ : ۶۲ خَیْرٌ اور شَرٌّ کے الفاظ بطور اسم التفضیل مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں استعمال ہوتے ہیں، یعنی تفضیلِ بعض کے لئے بھی جیسے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ (الاعراف : ۱۲)۔ اور تفضیلِ کُل کے مفہوم میں بھی، جیسے بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰکُمْ وَهُوَ خَیْرُ النّٰصِرِیْنَ (آل عمران : ۱۵۰)۔ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ (البینه : ۶)۔

۹ : ۶۲ اسم التفضیل کے استعمال میں بعض دفعہ اس کو حذف کر دیتے ہیں جس پر موصوف کی برتری ظاہر کرنی ہوتی ہے۔ اس طرح جملہ میں صرف اسم التفضیل ہی باقی رہ جاتا ہے۔ تاہم عبارت کے سیاق و سباق یا کسی قرینے سے اس کو سمجھا جا سکتا

ہے۔ مثلاً "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" دراصل "اَللّٰہُ اَکْبَرُ کُلِّ شَیْءٍ" یا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ" ہے' اس لئے اس کا ترجمہ "اللہ بہت بڑا ہے" کرنے کے بجائے "اللہ سب سے بڑا ہے" کرنا زیادہ موزوں ہے۔ اسی طرح اَلصُّلْحُ خَیْرٌ (النساء : ۱۲۸) گویا اَلصُّلْحُ خَیْرُ الْاُمُوْرِ ہے' یعنی صلح سب باتوں سے بہتر ہے۔

۱۰ : ۶۲ پیراگراف ۵ : ۶۱ میں آپ نے پڑھا ہے کہ الوان و عیوب کے افعال مجرد اور مزید فیہ سے اسم التفضیل تو نہیں بنتا لیکن اَکْثَرُ' اَشَدُّ وغیرہ کے ساتھ متعلقہ فعل کا مصدر بطور تمیز لگا کر یہی مفہوم ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں اب یہ بات بھی سمجھ لیں کہ بعض دفعہ کسی فعل سے اسم التفضیل بن سکتا ہے لیکن بہتر ادبی انداز بیان کی خاطر اَکْثَرُ کی قسم کے کسی لفظ کے ساتھ اس فعل کا مصدر ہی بطور تمیز استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً نَفَعَ (ف) سے اسم التفضیل اَنْفَعُ بن سکتا ہے لیکن اَکْثَرُ نَفْعًا کہنا زیادہ بہتر لگتا ہے۔ اس طرح تمیز کا استعمال قرآن کریم میں بکثرت آیا ہے اور یہ استعمال صرف الوان و عیوب یا مزید فیہ تک محدود نہیں ہے۔ مثلاً اَکْثَرُ مَالاً (کثرت والا بلحاظ مال کے)' اَضْعَفُ جُنْدًا (زیادہ کمزور بلحاظ لشکر کے)' اَصْدَقُ حَدِیْثًا (زیادہ سچا بلحاظ بات کے) وغیرہ۔ اَکْثَرُ کی قسم کے الفاظ کے بغیر بھی اسم التفضیل کے ساتھ تمیز کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ جیسے وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰہِ صِبْغَۃً (اور اللہ سے زیادہ اچھا کون ہے بلحاظ رنگ کے)۔ اسم التفضیل کے ساتھ تمیز کے اس استعمال کو سمجھ لینے سے آپ کو قرآن کریم کی بہت سی عبارتوں کے فہم میں مدد ملے گی۔

ذخیرۂ الفاظ

فَتَنَ(ض)فَتْنًا = سونے کو پگھلا کر کھرا کھوٹا معلوم کرنا' آزمائش میں ڈالنا' گمراہ کرنا' آزمائش میں پڑنا' گمراہ ہونا۔(لازم و متعدی)	فَضَلَ(ن)فَضْلاً = اوسط سے زائد ہونا۔
فِتْنَةٌ = آزمائش' گمراہی۔	(تفعیل) = ترجیح دینا' فضیلت دینا۔
فَصُحَ(ک)فَصَاحَةً = خوش بیان ہونا۔	فَضْلٌ = زیادتی (اچھائی میں)۔
	فُضُوْلٌ = ضرورت سے زائد چیز (ناپسندیدہ)۔
	فَضِيْلَةٌ = مرتبہ میں بلندی

مشق نمبر ۶۰

مندرجہ ذیل قرآنی عبارات کا ترجمہ کریں :

(۱) وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ (۲) وَاِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا (۳) اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (۴) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلاً (۵) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ (۶) وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ (۷) وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلاً (۸) وَاَخِيْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا (۹) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (۱۰) لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ (۱۱) فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا (۱۲) فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ (۱۳) اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالاً (۱۴) اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا

اسم الآلہ

۱ : ۶۳ اسم الآلہ وہ اسم مشتق ہے جو اس چیز کو بتائے جو کسی کام کے کرنے کا ذریعہ ہو' یعنی وہ اوزار یا ہتھیار جن کے ذریعہ وہ کام کیا جاتا ہے۔ اردو میں لفظ "آلہ" بمعنی "اوزار" عام مستعمل ہے۔

۲ : ۶۳ اسم آلہ کے لئے تین اوزان استعمال ہوتے ہیں : مِفْعَلٌ' مِفْعَلَةٌ اور مِفْعَالٌ۔ کسی ایک فعل سے اسم الآلہ تینوں وزن پر بن سکتا ہے' تاہم اہل زبان ان میں سے کسی ایک وزن پر بننے والا لفظ زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً فعل نَشَرَ (ن) کے ایک معنی "لکڑی کو چیرنا" ہوتے ہیں۔ اس سے اسم آلہ مِنْشَرٌ' مِنْشَرَةٌ اور مِنْشَارٌ (چیرنے کا آلہ یعنی آری) بنتا ہے' تاہم مِنْشَارٌ زیادہ مستعمل ہے۔ فعل بَرَدَ (ن) کے ایک معنی "لوہے وغیرہ کو چھیل کر برادہ بنانا" ہیں۔ اس سے اسم آلہ مِبْرَدٌ' مِبْرَدَةٌ اور مِبْرَادٌ بن سکتے ہیں' تاہم مِبْرَدٌ (ریتی) زیادہ استعمال ہوتا ہے وغیرہ۔ سَخُنَ (ک) "پانی وغیرہ کا گرم ہونا" سے اسم آلہ مِسْخَنٌ' مِسْخَنَةٌ اور مِسْخَانٌ بن سکتے ہیں لیکن مِسْخَنَةٌ (واٹر ہیٹر) زیادہ استعمال ہوتا ہے وغیرہ۔

۳ : ۶۳ اِسم آلہ لازم اور متعدی دونوں طرح کے فعل سے بن سکتا ہے جیسا کہ اوپر دی گئی مثالوں سے واضح ہے۔ لیکن یہ زیادہ تر فعل متعدی سے ہی آتا ہے۔ البتہ یہ نوٹ کرلیں کہ اسم آلہ صرف فعل ثلاثی مجرد سے ہی بن سکتا ہے' مزید فیہ سے نہیں بنتا۔ اگر ضرورت ہو تو لفظ "آلہ" یا اس کے کسی ہم معنی لفظ کو بطور مضاف لا کر متعلقہ فعل کے مصدر کو اس کا مضاف الیہ کردیتے ہیں' جیسے آلَةُ الْقِتَالِ۔

۴ : ۶۳ اسم الآلہ کے اوزان سے تثنیہ تو حسب قاعدہ انِ اور ینِ لگا کر ہی بنے گا۔ یعنی مِفْعَلاَنِ اور مِفْعَلَيْنِ' مِفْعَلَتَانِ اور مِفْعَلَتَيْنِ' مِفْعَالاَنِ اور مِفْعَالَيْنِ' البتہ ان کی جمع ہمیشہ جمع مکسر آتی ہے۔ مِفْعَلٌ اور مِفْعَلَةٌ دونوں کی جمع مَفَاعِلُ کے وزن پر آتی ہے اور مِفْعَالٌ کی جمع مَفَاعِيلُ کے وزن پر آتی ہے۔ امید ہے آپ نے نوٹ کرلیا

ہو گا کہ اسم آلہ کی جمع کے دونوں وزن غیر منصرف ہیں۔ اس طرح مِنْشَرٌ یا مِنْشَرَۃٌ دونوں کی جمع مَنَاشِرُ آئے گی اور مِنْشَارٌ کی جمع مَنَاشِیْرُ آئے گی۔

۵ : ۶۳ یہ ضروری نہیں ہے کہ "کسی کام کو کرنے کا آلہ" کا مفہوم دینے والا ہر لفظ مقررہ وزن پر استعمال ہو' بلکہ عربی زبان میں بعض آلات کے لئے الگ خاص الفاظ مقرر اور مستعمل ہیں مثلاً قُفْلٌ (تالا) سِکِّیْنٌ (چھری) سَیْفٌ (تلوار) قَلَمٌ (قلم) وغیرہ۔ تاہم اس قسم کے الفاظ کو ہم اسم الآلہ نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے کہ اسم الآلہ وہی اسم مشتق ہے جو مقررہ اوزان میں سے کسی وزن پر بنایا گیا ہو۔

۶ : ۶۳ اسماء مشتقہ پر بات ختم کرنے سے پہلے ذہن میں دوبارہ تازہ کر کے یاد کر لیں کہ :

(i) ابواب مزید فیہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول بنانے کے لئے جب علامت مضارع ہٹا کر اس جگہ میم لگاتے ہیں تو اس پر ضمہ (پیش) آتی ہے۔ جیسے یُعَلِّمُ سے مُعَلِّمٌ اور مُعَلَّمٌ۔

(ii) مَفْعُوْلٌ اور اسم الظرف کے دونوں اوزان مَفْعَلٌ اور مَفْعِلٌ کی میم پر فتحہ (زبر) آتی ہے۔

(iii) اسم الآلہ کے تینوں اوزان کی میم پر کسرہ (زیر) آتی ہے۔

مشق نمبر ۶۰

مندرجہ ذیل اسماء آلات کا مادہ نکالیں :

۱۔ مِنْسَجٌ (کپڑا بننے کی کھڈی) ۲۔ مِغْفَرٌ (سر کی حفاظت والی ٹوپی Helmet) ۳۔ مِنْقَبٌ (سوراخ کرنے یا Drilling کرنے کی مشین) ۴۔ مِدْفَعٌ (توپ) ۵ مِنْجَلٌ (درانتی) ۶۔ مِسْطَرٌ (لکیر بنانے کا رولر) ۷۔ مِکْنَسَۃٌ (جھاڑو) ۸۔ مِلْعَقَۃٌ (چمچہ) ۹۔ مِنْشَفَۃٌ (تولیہ) ۱۰۔ مِطْرَقَۃٌ (خراد مشین) ۱۱۔ مِغْرَفَۃٌ (ڈونگا) ۱۲۔ مِفْتَاحٌ (کنجی) ۱۳۔ مِقْرَاضٌ (قینچی) ۱۴۔ مِنْظَارٌ (دوربین) ۱۵۔ مِنْفَاخٌ (ہوا بھرنے کا پمپ) ۱۶۔ مِصْبَاحٌ (چراغ)

غیر صحیح افعال

۱ : ٦۴ عربی میں فعل کی تقسیم کئی لحاظ سے کی گئی ہے۔ مثلاً زمانہ کے لحاظ سے فعل ماضی اور مضارع کی تقسیم یا مادہ میں حروف کی تعداد کے لحاظ سے ثلاثی اور رباعی کی تقسیم۔ یا فعل ثلاثی مجرد و مزید فیہ، فعل معروف و مجہول اور فعل لازم و متعدی وغیرہ۔ اسی طرح افعال صحیح اور افعال غیر صحیح کی بھی ایک تقسیم ہے۔

۲ : ٦۴ جو فعل اپنے وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے اسے فعل صحیح کہتے ہیں۔ لیکن کچھ افعال بعض اوقات (ہمیشہ نہیں) اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔ مثلاً لفظ "کَانَ" آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کا مادہ "ک و ن ہے" اس کا پہلا صیغہ فَعَلَ کے وزن پر "کَوَنَ" ہونا چاہئے تھا لیکن اس کا استعمال کَانَ ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے افعال کو اس کتاب میں ہم غیر صحیح افعال کہیں گے۔

۳ : ٦۴ عربی گرامر کی کتابوں میں عام طور پر "غیر صحیح افعال" کی اصطلاح کا استعمال، ان کی تقسیم اور پھر ان کی ذیلی تقسیم مختلف انداز میں دی ہوئی ہے جو اعلیٰ علمی سطح کی بحث ہے۔ اور ابتدا سے ہی طلبہ کو اس میں الجھا دینا ان کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس لئے ان سے گریز کی راہ اختیار کرتے ہوئے غیر صحیح کی اصطلاح میں ہم ایسے تمام افعال کو شامل کر رہے ہیں جو کسی بھی وجہ سے بعض اوقات اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال نہیں ہوتے۔

۴ : ٦۴ اب ہمیں ان وجوہات کا جائزہ لینا ہے جن کی وجہ سے کوئی فعل "غیر صحیح" ہو جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ضروری ہے کہ آپ ہمزہ اور الف کا فرق اور "حروف علت" کا مطلب سمجھ لیں۔

۵ : ٦۴ عربی میں ہمزہ اور الف، دو مختلف چیزیں ہیں۔ ان میں جو بنیادی فرق ہے

انہیں ذہن نشین کر کے یاد کر لیں۔

(i) ہمزہ پر کوئی حرکت یعنی ضمہ' فتحہ' کسرہ یا علامت سکون ضرور ہوتی ہے یعنی یہ خالی نہیں ہوتا۔ جبکہ الف پر کوئی حرکت یا سکون کبھی نہیں آتا اور یہ ہمیشہ خالی ہوتا ہے۔ اور صرف اپنے سے ما قبل مفتوح (زبر والے) حرف کو کھینچنے کا کام دیتا ہے جیسے بَ سے بَا۔

(ii) ہمزہ کسی لفظ کے ابتداء میں بھی آتا ہے' درمیان میں بھی اور آخر میں بھی' جبکہ الف کسی لفظ کے ابتداء میں کبھی نہیں آتا' بلکہ یہ ہمیشہ کسی حرف کے بعد آتا ہے۔ آپ کو اِنْسَانٌ' اَنْھَارٌ' اُمَّھَاتٌ جیسے الفاظ کے شروع میں جو "الف" نظر آتا ہے' یہ درحقیقت الف نہیں ہے بلکہ ہمزہ ہے۔ جبکہ انہی الفاظ کے حروف "س" اور "ھ" کے بعد ہمزہ نہیں بلکہ الف ہے۔

(iii) ہمزہ سے پہلے حرف پر حرکات ثلاثہ یا سکون میں سے کچھ بھی آسکتا ہے جبکہ الف سے پہلے حرف پر ہمیشہ فتحہ (زبر) آتی ہے۔

(iv) کسی مادہ میں فا' عین یا لام کلمہ کی جگہ ہمزہ آسکتا ہے جبکہ الف کبھی کسی مادہ کا جز نہیں ہوتا۔

6 : 64 حرفِ علت ایسے حرف کو کہتے ہیں جو کسی مادہ میں آجائے تو وہ فعل غیر صحیح ہو جاتا ہے۔ ایسے حروف دو ہیں' واؤ (و) اور یا (ی)۔ عربی گرامر کی اکثر کتابوں میں الف کو بھی حرف علت شمار کیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ الف کسی مادہ کا جز نہیں بنتا اس لئے اس کتاب میں ہم حروف علت کی اصطلاح صرف "و" اور "ی" کے لئے استعمال کریں گے۔

7 : 64 کسی فعل کے غیر صحیح ہونے کی تین وجوہات ہوتی ہیں۔ کسی مادہ میں جب فا عین اور لام کلمہ میں کسی جگہ پر (i) جب ہمزہ آجائے' (ii) ایک ہی حرف دو مرتبہ آجائے یا (iii) کسی جگہ کوئی حرف علت آجائے۔ ان وجوہات کی بنیاد پر افعال صحیح اور غیر صحیح کی کل سات قسمیں بنتی ہیں۔ آپ انہیں سمجھ کر یاد کر لیں۔

(۱) صحیح : جس کے مادے میں نہ ہمزہ ہو' نہ ایک حرف کی تکرار ہو اور نہ ہی کوئی حرف علت ہو جیسے دَخَلَ۔

(۲) مہموز : جس کے مادہ میں کسی جگہ ہمزہ آجائے جیسے اَکَلَ' سَئَلَ' قَرَءَ۔

(۳) مضاعف : جس کے مادہ میں کسی حرف کی تکرار ہو جیسے ضَلَّ۔

(۴) مثال : جس کے مادہ میں فاکلمہ کی جگہ حرف علت آئے جیسے وَعَدَ۔

(۵) اجوف : جس کے مادہ میں عین کلمہ کی جگہ صرف علت آئے جیسے قَوَلَ۔

(۶) ناقص : جس کے مادہ میں لام کلمہ کی جگہ حرف علت آئے جیسے خَشِیَ۔

(۷) لفیف : جس کے مادہ میں حرف علت دو مرتبہ آئے جیسے وَقَیَ۔

۸ : ۶۴ اب ایک اہم بات یہ نوٹ کرلیں کہ اب تک مادہ کے حروف کی جو بات ہوئی ہے اس کی بنیاد فا' عین اور لام کلمہ ہے۔ اس لئے کسی لفظ میں اگر فا' عین اور لام کلمہ کے علاوہ کسی جگہ ہمزہ یا حرف علت آجائے تو اس کی وجہ سے وہ لفظ غیر صحیح شمار نہیں کیا جائے گا۔ جیسے باب افعال کا پہلا صیغہ اَفْعَلَ ہے۔ اس کا ہمزہ ف ع یا ل کلمہ کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے صحیح حروف کے مادوں سے جتنے الفاظ اس وزن پر بنیں گے وہ مہموز نہیں ہوں گے۔ مثلاً اَدْخَلَ' اَکْرَمَ' اَخْرَجَ وغیرہ مہموز نہیں ہیں۔ اسی طرح ماضی معروف میں مذکر غائب کے لئے تثنیہ اور جمع کے صیغوں کا وزن فَعَلَا اور فَعَلُوْا ہے۔ ان میں "الف" اور "و" ہیں لیکن یہ بھی ف ع ل کے علاوہ ہیں۔ اس لئے صحیح حروف کے مادوں سے جتنے الفاظ ان اوزان پر بنیں گے وہ غیر صحیح نہیں ہوں گے۔ مثلاً ضَرَبَا' ضَرَبُوْا یا شَرِبَا' شَرِبُوْا وغیرہ۔ باب تفعیل اور تَفَعُّلُ میں عین کلمہ پر تشدید آنے کی وجہ سے وہ مضاعف نہیں ہوتے' اس لئے کہ وہاں عین کلمہ ہی کی تکرار ہوتی ہے۔

مشق نمبر ۶۲

مندرجہ ذیل مادوں کے متعلق بتائیے کہ وہ ہفت اقسام کی کونسی قسم سے متعلق ہیں۔ جو مادے بیک وقت دو اقسام سے متعلق ہوں ان کی دونوں اقسام بتائیں۔

ء م ر-ء م م-ج ی ء-ر و ی-و ر ی-ی س ر- -س ر ر-ء س س-

ق و ل - ب ی ع - س و ی- ر ض و - ر ء ی - و ق ی- ب ر ء-

س ء ل-

مہموز (۱)

۶۵ : ۱ گزشتہ سبق میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ جس فعل کے مادہ میں کسی جگہ ہمزہ آ جائے تو اسے مہموز کہتے ہیں‘ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اگر فاء کلمہ کی جگہ ہمزہ آتا ہے تو اسے مہموز الفاء کہتے ہیں جیسے اَکَلَ۔ اگر عین کلمہ کی جگہ ہمزہ آئے تو وہ مہموز العین ہوتا ہے جیسے سَئَلَ اور اگر لام کلمہ کی جگہ ہمزہ ہو تو وہ مہموز اللام ہوتا ہے جیسے قَرَءَ۔

۶۵ : ۲ زیادہ تر تبدیلیاں مہموز الفاء میں ہوتی ہیں جبکہ مہموز العین اور مہموز اللام میں تبدیلی بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے۔ مہموز الفاء میں تبدیلیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ (۱) لازمی تبدیلی اور (۲) اختیاری تبدیلی۔ لازمی تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ تمام اہل زبان یعنی عرب کے تمام مختلف قبائل ایسے موقع پر لفظ کو ضرور ہی بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں۔ اور اختیاری تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ عرب کے بعض قبائل ایسے موقع پر لفظ کو اصلی شکل میں اور بعض قبائل تبدیل شدہ شکل میں بولتے اور لکھتے ہیں۔ اسی لئے دونوں صورتیں جائز اور رائج ہیں۔

۶۵ : ۳ اب مہموز کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات اور سمجھ لیں کسی حرف پر دی گئی حرکت کو ذرا کھینچ کر پڑھنے سے کبھی الف‘ کبھی ”و“ اور کبھی ”ی“ پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً بَ سے بَا‘ بُ سے بُوْ اور بِ سے بِیْ وغیرہ۔ چونکہ فتحہ کو کھینچنے سے ”الف“ ضمہ کو کھینچنے سے ”و“ اور کسرہ کو کھینچنے سے ”ی“ پیدا ہوتی ہے‘ اس لئے کہتے ہیں کہ :

(i) فتحہ کو الف سے (ہمزہ سے نہیں) مناسبت ہے۔

(ii) ضمہ کو ”و“ سے مناسبت ہے‘ اور

(iii) کسرہ کو "ی" سے مناسبت ہے۔

۶۵ : ۴ مہموز الفاء میں لازمی تبدیلی کا صرف ایک ہی قاعدہ ہے اور وہ یہ کہ جب کسی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں اور ان میں سے پہلا متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف میں لازماً بدل دیا جاتا ہے۔ یعنی پہلے ہمزہ پر اگر فتحہ (--) ہو تو ساکن ہمزہ کو الف سے، کسرہ (--) ہو تو "ی" سے اور ضمہ (--) ہو تو "و" سے بدل کر بولتے اور لکھتے ہیں۔

۶۵ : ۵ مثال کے طور پر ہم لفظ اَمِنَ (امن میں ہونا) کو لیتے ہیں۔ یہ لفظ باب افعال کے پہلے صیغہ میں اَفْعَلَ کے وزن پر اَ امَنَ بنے گا۔ قاعدہ کے مطابق دوسرا ہمزہ الف میں تبدیل ہو گا تو آمَنَ استعمال ہو گا۔ اس کا مصدر اِفْعَالٌ کے وزن پر اِ امَانٌ بنے گا لیکن اِیْمَانٌ استعمال ہو گا۔ اسی طرح باب افعال میں مضارع کے واحد متکلم کا وزن اُفْعِلُ ہے جس پر یہ لفظ اُ امِنُ بنے گا لیکن اُوْمِنُ استعمال ہو گا۔

۶۵ : ۶ مذکورہ بالا قاعدہ کو آسانی سے یاد کرنے کی غرض سے ایک فارمولے کی شکل میں یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ : ءَءْ = ءَا، ءِءْ = ءِیْ اور ءُءْ = ءُوْ۔ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ ہمزہ مفتوحہ (ءَ) کے بعد جب الف آتا ہے تو اس کو لکھنے کے تین طریقے ہیں۔ (۱) ءَ ا (۲) اٰ (۳) آ۔ ان میں سے تیسرا طریقہ عام عربی میں بلکہ اردو میں بھی مستعمل ہے، جبکہ پہلا اور دوسرا طریقہ صرف قرآن مجید میں استعمال ہوا ہے۔

۶۵ : ۷ مہموز میں اختیاری تبدیلیوں کے قواعد سمجھنے سے پہلے ایک بات ذہن میں واضح کر لیں۔ ابھی پیراگراف ۶۵ : ۴ میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ لازمی تبدیلی وہیں ہوتی ہے جہاں ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہو جائیں۔ اب نوٹ کر لیں کہ اختیاری تبدیلی اس وقت ہوتی ہے جب کسی لفظ میں ہمزہ ایک دفعہ آیا ہو۔

۶۵ : ۸ اختیاری تبدیلی کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ ساکن ہو اور اس کے ماقبل ہمزہ کے علاوہ کوئی دوسرا حرف متحرک ہو تو ایسی صورت میں ہمزہ کو ماقبل کی حرکت

کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے۔ جیسے رَاْسٌ کو رَاسٌ ' ذِئْبٌ (بھیڑیا) کو ذِیْبٌ اور مُؤْمِنٌ کو مُوْمِنٌ بولا یا لکھا جا سکتا ہے اور بعض قراءتوں میں یہ لفظ اسی طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

۹ : ٦٥ اختیاری تبدیلی کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ ہمزہ اگر مفتوحہ ہو اور اس کے ماقبل حرف پر ضمہ یا کسرہ ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرکت کے موافق حرف میں تبدیل کر دینا جائز ہے۔ لیکن تبدیل شدہ حرف پر فتحہ برقرار رہے گی۔ جیسے ھُزُءًا کو ھُزُوًا اور کُفُؤًا کو کُفُوًا پڑھا جا سکتا ہے۔ قراءت حفص میں ' جو پاکستان اور دیگر مشرقی ممالک میں رائج ہے ' یہ الفاظ اپنی بدلی ہوئی شکل میں ھُـزُوًا اور کُـفُوًا پڑھے جاتے ہیں ' مگر ورش کی قراءت میں ' جو بیشتر افریقی ممالک میں رائج ہے ' یہ الفاظ اپنی اصلی شکل میں ھُزُءًا اور کُفُؤًا پڑھے جاتے ہیں۔ خیال رہے کہ اصلی شکل میں "و" صرف ہمزہ کی کرسی ہے جبکہ دوسری صورت میں وہ تلفظ میں آتی ہے۔ اسی طرح مِئَةٌ (ایک سو) کو مِیَةٌ ' فِئَةٌ کو فِیَةٌ اور لِئَلاَّ کو لِیَلاَّ پڑھا جا سکتا ہے اور بعض دوسری قراءتوں میں یہ لفظ اس طرح پڑھے بھی جاتے ہیں۔

۱۰ : ٦٥ اختیاری تبدیلی کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ہمزہ متحرک ہو اور اس سے ماقبل ساکن واو (وْ) یا ساکن یاء "یْ" ہو تو ہمزہ کو ماقبل حرف میں بدل کر دونوں کا ادغام کر سکتے ہیں۔ جیسے نَبَأَ سے فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت نَبِیْءٌ بنتی ہے اور بعض قرأت میں یہ لفظ اسی طرح پڑھا بھی جاتا ہے ' جبکہ ہماری قرأت میں اس کو بدل کر نَبِیٌّ پڑھا جاتا ہے۔ یعنی نَبِیْءٌ = نَبِیْیٌ = نَبِیٌّ

۱۱ : ٦٥ مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لئے آپ کو دیئے ہوئے لفظ کی صرف صغیر کرنی ہوگی۔ اس کی وضاحت کے لئے ہم ذیل میں لفظ اَمِنَ کی ثلاثی مجرد اور باب افعال سے صرف صغیر دے رہے ہیں۔ اس کی پہلی لائن میں لفظ کی اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل شدہ شکل دی گئی ہے۔ دوسری لائن میں جو اشارے دیئے گئے ہیں ان کی وضاحت درج ذیل ہے۔

(ل) = لازمی تبدیلی۔

(ج) = جائز یعنی اختیاری تبدیلی۔

(x) = تبدیلی نہیں ہوگی۔

صرف صغیر

باب	ماضی	مضارع	فعل امر	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
ثلاثی مجرد	اَمِنَ	یَاْمَنُ	اِئْمَنْ	آمِنٌ	مَاْمُوْنٌ	اَمْنٌ
	(x)	یَامَنُ(ج)	اِیْمَنْ(ل)	(x)	مَامُوْنٌ(ج)	(x)
باب افعال	اَاْمَنَ	یُؤْمِنُ	اَاْمِنْ	مُؤْمِنٌ	مُؤْمَنٌ	اِاْمَانٌ
	آمَنَ(ل)	یُوْمِنُ(ج)	آمِنْ(ل)	مُوْمِنٌ(ج)	مُوْمَنٌ(ج)	اِیْمَانٌ(ل)

مشق نمبر ۶۳

ثلاثی مجرد اور ابواب مزید فیہ سے (باب انفعال کے سوا) لفظ "اَلِفَ" کی صرف صغیر اوپر دی گئی مثال کے مطابق کریں۔ یہ لفظ مختلف ابواب میں جن معانی میں استعمال ہوتا ہے وہ نیچے دیئے جارہے ہیں۔

اَلِفَ (س) اَلْفًا = مانوس ہونا' محبت کرنا۔ (افعال) = مانوس کرنا' خوگر بنانا۔

(تفعیل) = جمع کرنا' اکٹھا کرنا۔ (مفاعلہ) = باہم محبت کرنا' الفت کرنا۔

(تفعل) = اکٹھا ہونا۔ (تفاعل) = اکٹھا ہونا۔ (افتعال) = متحد ہونا۔

(استفعال) = الفت چاہنا۔

مہموز (۲)

۱ : ۶۶ آپ نے گزشتہ سبق میں مہموز کے قواعد پڑھ لئے اور کچھ مشق بھی کرلی ہے۔ اب اس سبق میں مہموز کے متعلق کچھ مزید باتیں آپ نے سمجھنا ہیں جو قرآن فہمی کے لئے ضروری ہیں۔

۲ : ۶۶ مہموز الفا کے تین افعال ایسے ہیں جن کا فعل امر قاعدے کے مطابق استعمال نہیں ہوتا۔ انہیں نوٹ کرلیں۔ اَمَرَ (ن) = حکم دینا' اَکَلَ (ن) = کھانا اور اَخَذَ (ن) = پکڑنا کے فعل امر کی اصلی شکل بالترتیب اُؤْمُرْ' اُؤْكُلْ اور اُؤْخُذْ بنتی ہے پھر قاعدے کے مطابق انہیں اُوْمُرْ' اُوْكُلْ اور اُوْخُذْ استعمال ہونا چاہئے تھا لیکن یہ خلافِ قاعدہ مُرْ' كُلْ اور خُذْ استعمال ہوتے ہیں۔

۳ : ۶۶ لفظ اَخَذَ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ یہ باب افتعال میں بھی خلاف قاعدہ استعمال ہوتا ہے جس میں اس کی اصلی شکل اِئْتَخَذَ' يَأْتَخِذُ' اِئْتِخَاذًا بنتی ہے جسے قواعد کے مطابق تبدیل ہوکر اِيْتَخَذَ' يَاتَخِذُ' اِيْتِخَاذًا ہونا چاہئے تھا۔ لیکن اہل زبان خاص اس فعل میں "ء" کو "ت" میں بدل کر افتعال والی "ت" میں ادغام کر دیتے ہیں۔ یعنی اِئْتَخَذَ سے اِتْتَخَذَ پھر اِتَّخَذَ۔ اسی طرح اس کا مضارع يَأْتَخِذُ سے يَتْتَخِذُ پھر يَتَّخِذُ اور مصدر اِئْتِخَاذٌ سے اِتْتِخَاذٌ پھر اِتِّخَاذٌ (پکڑنا' بنالینا) استعمال ہوتا ہے۔ خیال رہے کہ مذکورہ تینوں افعال کے فعل امر حاضر کی بدلی ہوئی شکل مُرْ' كُلْ' خُذْ اور اِتَّخَذَ سے مختلف صیغے قرآن کریم میں بکثرت اور باتکرار استعمال ہوئے ہیں۔

۴ : ۶۶ مہموز العین میں ایک لفظ سَئَلَ کے متعلق بھی کچھ باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اس کے مضارع کی اصلی شکل يَسْاَلُ بنتی ہے اور زیادہ تر یہی استعمال بھی ہوتی ہے۔ البتہ قرآن میں یہ بصورت "يَسْئَلُ" بھی لکھا جاتا ہے۔ لیکن کبھی کبھی اسے

خلاف قاعدہ یَسَلُ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے فعل امر کی اصلی شکل اِسْئَلْ بنتی ہے۔ یہ اگر جملہ کے درمیان میں آئے تو زیادہ تر اسی طرح استعمال ہوتی ہے لیکن اگر جملہ کے شروع میں آئے تو پھر "سَلْ" استعمال کرتے ہیں جیسے "سَلْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ"۔ (البقرہ : ۲۱۱)

۵ : ٦٦ مہموز الفاء کے جن صیغوں میں فا کلمہ کا ہمزہ اپنے ماقبل ہمزہ الوصل کی حرکت کی بنا پر لازمی قاعدہ کے تحت "وْ" یا "یْ" میں تبدیل ہو جاتا ہے' ایسے صیغوں سے قبل اگر کوئی آگے ملانے والا حرف مثلاً "وَ" یا "فَ" یا "ثُمَّ" وغیرہ آجائے تو بدلی ہوئی "وْ" یا "یْ" کی جگہ ہمزہ واپس آجاتا ہے اور ماقبل سے ملا کر پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل صامت ہو جاتا ہے بلکہ اکثر لکھنے میں بھی گرا دیا جاتا ہے۔ جیسے "ا م ر" سے باب افتعال میں فعل امر قاعدہ کے تحت اِیْتَمِرْ (مشورہ کرنا' سازش کرنا) بنا تھا' اسے "وَ" کے بعد وَأْتَمِرْ لکھا اور پڑھا جائے گا۔ اسی طرح اَذِنَ کا فعل امر اِیْذَنْ بنا تھا' یہ فَأْذَنْ ہو گا۔ ان دونوں مثالوں میں ہمزہ اصلیہ واپس آیا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے میں بھی گر گیا ہے۔ بلکہ ایسی صورت میں فعل امر "مُرْ" کا بھی ہمزہ اصلیہ لوٹ آتا ہے اور وہ وَأْمُرْ ہو جاتا ہے۔ لیکن کُلْ اور خُذْ کا ہمزہ اصلیہ نہیں لوٹتا اور ان کو وَکُلْ اور وَخُذْ ہی پڑھتے ہیں۔

٦ : ٦٦ ہمزۂ استفہام کے بعد اگر کوئی معرف باللام اسم آجائے تو ایسی صورت میں ہمزۂ استفہام کو "مد" دے دیتے ہیں۔ جیسے اَ اَلرَّجُلُ (کیا مرد) کو آلرَّجُلُ لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح اَ اَللّٰہُ (کیا اللہ) کو آللّٰہُ' اَ اَلذَّکَرَیْنِ (کیا دو نر جانور) کو آلذَّکَرَیْنِ اور اَ اَلْاٰنَ (کیا اب) کو عام عربی میں تو "آلْآنَ" مگر قرآن مجید میں "آلْئٰنَ" لکھتے ہیں۔

۷ : ٦٦ دوسری صورت یہ ہے کہ ہمزۂ استفہام کے بعد ہمزۃ الوصل سے شروع ہونے والا کوئی فعل آجائے' مثلاً باب افتعال' استفعال وغیرہ کا کوئی صیغہ تو ایسی صورت میں صرف ہمزۂ استفہام پڑھا جاتا ہے اور ہمزۃ الوصل لکھنے اور پڑھنے دونوں

میں گرا دیا جاتا ہے' جیسے اَ اِتَّخَذْتُمْ (کیا تم لوگوں نے بنالیا) کو اَتَّخَذْتُمْ لکھا اور بولا جائے گا۔ اسی طرح اَ اِسْتَكْبَرْتَ (کیا تو نے تکبر کیا؟) کو اَسْتَكْبَرْتَ اور اَ اِسْتَغْفَرْتَ (کیا تو نے بخشش مانگی؟) کو اَسْتَغْفَرْتَ لکھا اور بولا جائے گا۔

۸ : ۶۶ ہمزۂ استفہام کی مذکورہ بالا دونوں صورت حال کے متعلق یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ اس پر لازمی تبدیلی والے قاعدے کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس قاعدے کی دو شرائط ہیں جو مذکورہ صورت حال میں موجود نہیں ہیں۔ لازمی قاعدہ کی پہلی شرط یہ ہے کہ ایک ہی لفظ میں دو ہمزہ اکٹھے ہوں جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزۂ استفہام متعلقہ لفظ کا حرف نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ شرط پوری نہیں ہوتی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دوسرا ہمزہ ساکن ہو جبکہ مذکورہ بالا صورت حال میں ہمزۃ الوصل متحرک ہوتا ہے۔ اس لئے یہ شرط بھی پوری نہیں ہوتی۔ اسی لئے مذکورہ بالا تبدیلیوں کو الگ لکھا گیا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

اَمِنَ (س) اَمْنًا = امن میں ہونا (ک) اَمَانَةً = امانت دار ہونا (افعال) = امن دینا' تصدیق کرنا	اَخَذَ (ن) اَخْذًا = پکڑنا (افتعال) = بنالینا
ا خ ر۔ ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا (تفعیل) = پیچھے کرنا (تفعل' استفعال) = پیچھے رہنا آخَرُ = دوسرا آخِرٌ = آخری	اَذِنَ (س) اَذْنًا = کان لگا کر سننا' اجازت دینا (تفعیل) = آگاہ کرنا' اذان دینا اَمَرَ (ن) اَمْرًا = حکم دینا (س' ک) اِمَارَةً = حاکم ہونا عَدَلَ (ض) عَدْلاً = برابر کرنا عَدْلٌ = برابر کی چیز' مثل' انصاف قَبِلَ (س) قُبُوْلاً = قبول کرنا

مشق نمبر ٦٤

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں میں :

(i) مہموز اسماء وافعال تلاش کریں

(ii) اِن کی اقسام، مادہ اور صیغہ بتائیں

(iii) مکمل عبارت کا ترجمہ کریں۔

(١) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ (٢) يٰاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا (٣) وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (٤) كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ (٥) وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (٦) فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (٧) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (٨) فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ اَنْ لَّعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ (٩) فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا (١٠) وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (١١) وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ (١٢) لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّا اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ (١٣) وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ (١٤) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ (٢٥) مَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ

مضاعف (۱)

(ادغام کے قاعدے)

۶۷ : ۱ سبق نمبر ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مضاعف ایسے اسماء وافعال کو کہتے ہیں جن کے مادے میں ایک ہی حرف دو دفعہ آجائے' یعنی "مِثْلَیْن" یکجا ہوں۔ ایسی صورت میں عام طور پر دونوں حروف کو ملا کر پڑھتے ہیں' یعنی "حَبَبَ" کی بجائے "حَبَّ" اور اسے "ادغام" کہتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی مثلین کا ادغام نہیں کیا جاتا بلکہ الگ الگ ہی پڑھتے ہیں جیسے مَدَدَ (مدد کرنا) اسے "فَلِّ ادغام" کہتے ہیں۔ اور اب ہمیں انہی کے متعلق قواعد کا مطالعہ کرنا ہے۔ چنانچہ اس سبق میں ہم ادغام کے قواعد سمجھیں گے اور ان شاء اللہ اگلے سبق میں فک ادغام کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۶۷ : ۲ قواعد کا مطالعہ شروع کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں واضح کرلیں کہ کسی مادے میں مثلین کی موجودگی کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ مادہ کا فا کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہو۔ جیسے قَلَقٌ (بے چینی) ثُلُثٌ (ایک تہائی) وغیرہ۔ یہاں مثلین موجود تو ہیں لیکن مُلْحِق (ملے ہوئے) نہیں ہیں بلکہ ان کے درمیان ایک دوسرا حرف حائل ہے۔ اس لئے ان کے ادغام کی ضرورت نہیں رہتی اور وہ اسی طرح پڑھے جاتے ہیں۔

۶۷ : ۳ مثلین کے ملحق ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی مادے کا فا کلمہ اور عین کلمہ ایک ہی حرف ہوں جیسے دَدَنٌ (کھیل تماشا) بَبَرٌ (شیر) وغیرہ۔ ایسی صورت میں بھی ادغام نہیں کیا جاتا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی مادہ کا عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہو' جیسے مَدَدٌ' شَقَقٌ وغیرہ۔ یہاں فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ ادغام ہوگا یا فک ادغام ہوگا۔ چنانچہ جن قواعد کا ہم مطالعہ کرنے جارہے ہیں ان کے

متعلق یہ بات نوٹ کرلیں کہ ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ مضاعف کی بقیہ اقسام کا ان قواعد سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ نیز یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عین کلمہ کے حرف کے لئے ہم "مثل اول" اور لام کلمہ کی جگہ آنے والے اسی حرف کے لئے "مثل ثانی" کی اصطلاح استعمال کریں گے۔

۶۷ : ۴ ادغام کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول ساکن ہے اور مثل ثانی متحرک ہے تو ان کا ادغام کر دیتے ہیں' جیسے رَبْ بٌ سے رَبٌّ' سِرْ رٌ سے سِرٌّ وغیرہ۔

۶۷ : ۵ ادغام کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول اور مثل ثانی دونوں متحرک ہوں اور ان کا ما قبل بھی متحرک ہو تو مثل اول کی حرکت کو گرا کر اسے ساکن کر دیتے ہیں۔ پھر پہلے قاعدے کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے جیسے مَدَدٌ سے مَدْدٌ اور پھر مَدٌّ ہو جائے گا۔ یہی مادہ جب باب افتعال میں جائے گا تو اس کا ماضی و مضارع اصلاً اِمْتَدَدَ' یَمْتَدِدُ ہو گا' جو اس قاعدہ کے تحت پہلے اِمْتَدْدَ' یَمْتَدْدُ ہو گا پھر اِمْتَدَّ' یَمْتَدُّ ہو جائے گا۔

۶۷ : ۶ ادغام کا تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضاعف میں اگر مثل اول اور مثل ثانی دونوں متحرک ہوں لیکن ان کا ما قبل ساکن ہو تو مثل اول کی حرکت ما قبل کو منتقل کر کے خود اس کو ساکن کر دیتے ہیں۔ پھر پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جاتا ہے۔ جیسے مَدَدَ (ن) کا مضارع اصلاً یَمْدُدُ ہو گا' جو اس قاعدہ کے تحت یَمُدْدُ ہو گا اور پھر یَمُدُّ ہو جائے گا۔

۶۷ : ۷ مذکورہ بالا قواعد کی مشق کے لئے آپ کو دیئے ہوئے الفاظ کی صرفِ صغیر کرنی ہو گی۔ ذیل میں ہم مادہ ش ق ق سے ثلاثی مجرد' باب تفعیل اور باب مفاعلہ کی صرفِ صغیر دے رہے ہیں۔ پہلی لائن میں اصلی شکل اور دوسری لائن میں تبدیل

شدہ شکل دی گئی ہے۔ جہاں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے وہاں (x) کا نشان لگا دیا ہے۔ یہاں ہم نے صرف صغیر کے صرف پانچ صیغے لئے ہیں۔ کیونکہ فعل امر پر اگلے سبق میں بات ہوگی (ان شاء اللہ)۔

مختصر صرف صغیر

باب	ماضی	مضارع	اسم الفاعل	اسم المفعول	مصدر
ثلاثی مجرد	شَقَقَ	يَشْقُقُ	شَاقِقٌ	مَشْقُوْقٌ	شَقْقٌ
	شَقَّ	يَشُقُّ	شَاقٌّ	(x)	شَقٌّ
تفعیل	شَقَّقَ	يُشَقِّقُ	مُشَقِّقٌ	مُشَقَّقٌ	تَشْقِيْقٌ
	(x)	(x)	(x)	(x)	(x)
مفاعلہ	شَاقَقَ	يُشَاقِقُ	مُشَاقِقٌ	مُشَاقَقٌ	مُشَاقَقَةٌ
	شَاقَّ	يُشَاقُّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقٌّ	مُشَاقَّةٌ

نوٹ : باب مفاعلہ سے اسم الفاعل اور اسم المفعول کی استعمالی شکل یکساں ہے

ذخیرۂ الفاظ

مَدَّ (ن) مَدًّا = کھینچنا، پھیلانا	شَقَّ (ن) شَقًّا = پھاڑنا
(ن) مَدَدًا = مدد کرنا	(ن) مَشَقَّةً = دشوار ہونا
(افعال) = مدد کرنا	(تفعیل) = چیرنا
(تفعیل) = پھیلانا	(مفاعلہ) = مخالفت کرنا
(مفاعلہ) = ٹال مٹول کرنا	(تفعل) = پھٹ جانا
(تفعل) = پھیلنا، کھینچ جانا	(تفاعل) = آپس میں عداوت رکھنا
(تفاعل) = مل کر کھینچنا، تاننا	(افتعال) = پھٹا ہوا ٹکڑا لینا
(افتعال) = دراز ہونا	(انفعال) = پھٹ جانا
(استفعال) = مدد مانگنا	

مشق نمبر ۶۵

(i) ثلاثی مجرد اور مزید فیہ سے (باب انفعال کے علاوہ) لفظ مدد کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرف صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔

(ii) ابواب تفعل، تفاعل، افتعال اور انفعال سے لفظ شقق کی اصلی اور استعمالی شکل کی صرف صغیر (فعل امر کے بغیر) کریں۔

مضاعف (۲)

(فک ادغام کے قاعدے)

۱ : ۶۸ گزشتہ سبق میں ہم یہ بات نوٹ کر چکے ہیں کہ مضاعف کے جن قواعد کا ہم مطالعہ کر رہے ہیں ان کا تعلق مضاعف کی صرف اس قسم سے ہے جہاں عین کلمہ اور لام کلمہ ایک ہی حرف ہوں۔ اب غور کریں کہ مضاعف کی اس قسم میں حروف کی حرکات یا سکون کے لحاظ سے صرف درج ذیل تین ہی صورتیں ممکن ہیں۔ چوتھی صورت کوئی نہیں ہو سکتی۔

(i) پہلی صورت : مثل اول ساکن + مثل ثانی متحرک

(ii) دوسری صورت : مثل اول متحرک + مثل ثانی متحرک

(iii) تیسری صورت : مثل اول متحرک + مثل ثانی ساکن

پہلی دو صورتوں کے متعلق ادغام کے قواعد ہم گزشتہ سبق میں پڑھ چکے ہیں۔ اس سبق میں اب ہم تیسری صورت کے متعلق قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲ : ۶۸ کسی مضاعف میں اگر مثل اول متحرک اور مثل ثانی ساکن ہو تو فک ادغام لازم ہوتا ہے' یعنی ایسی صورت میں ادغام ممنوع ہوتا ہے' مثلاً فَعَلْتَ کے وزن پر مَدَدَ سے مَدَدْتَ اور شَقَقَ سے شَقَقْتَ اپنی اصلی شکل میں ہی بولا اور لکھا جائے گا۔

۳ : ۶۸ اب آگے بڑھنے سے قبل مذکورہ بالا تیسری صورت کے متعلق کچھ باتیں ذہن میں واضح کر لیں۔ فعل ماضی کی گردان کے چودہ صیغوں پر اگر آپ غور کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اس کے پہلے پانچ صیغوں میں لام کلمہ متحرک رہتا ہے' جبکہ چھٹے صیغے سے آخر تک لام کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مضارع کی گردان میں بھی جمع مونث کے دونوں صیغوں میں لام کلمہ ساکن ہوتا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کر

سکتے ہیں کہ فک ادغام کے مذکورہ بالا قاعدہ کا اطلاق بالعموم کہاں ہو گا۔

٦٨ : ۴ تیسری صورت کے واقع ہونے کی ایک وجہ اور بھی ہوتی ہے۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی وجہ سے مضارع کو جب مجزوم کرنا ہوتا ہے تو اس کے لام کلمہ پر علامت سکون لگادیتے ہیں۔ گویا اس وقت بھی مضاعف میں صورت یہی بن جاتی ہے کہ اس کا مثل اول متحرک اور مثل ثانی ساکن ہوتا ہے۔ فک ادغام کے اگلے قاعدہ کا تعلق اسی صورتحال سے متعلق ہے۔

٦٨ : ۵ کسی مضاعف میں اگر مثل اول متحرک اور مثل ثانی مجزوم ہونے کی وجہ سے ساکن ہو تو ادغام اور فک ادغام دونوں جائز ہیں۔ مثلاً مَدَدَ کا مضارع اصلاً یَمْدُدُ ہے۔ اس سے فعل امر اُمْدُدْ بنتا ہے۔ اس کا اس طرح استعمال بھی درست ہے۔

٦٨ : ٦ مَدَدَ کے ادغام شدہ مضارع یَمْدُدُ (یَمُدُّ) سے جب فعل امر بناتے ہیں تو علامت مضارع گرانے کے بعد مُدْدُ بنتا ہے۔ پھر لام کلمہ کو مجزوم کرتے ہیں تو اس کی شکل مُدْدْ بنتی ہے جس کو پڑھ نہیں سکتے۔ پڑھنے کے لئے لام کلمہ کو کوئی حرکت دینی پڑتی ہے۔ اصول یہ ہے کہ ماقبل اگر ضمہ (پیش) ہو تو لام کلمہ کو کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے۔ یعنی فعل امر مُدُّ، مُدَّ اور مُدِّ تینوں شکلوں میں درست ہے۔ لیکن اگر ماقبل فتحہ یا کسرہ ہو تو لام کلمہ کو ضمہ نہیں دے سکتے، البتہ فتحہ یا کسرہ میں سے کوئی بھی حرکت دی جا سکتی ہے۔ مثلاً فَرَّ یَفِرُّ سے اِفْرِرْ یا فِرِّ یا فِرَّ اور مَسَّ یَمَسُّ سے اِمْسَسْ یا مَسِّ بنے گا۔

٦٨ : ٧ یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اکثر ایک لفظ کے ایک سے زیادہ معانی ہوتے ہیں۔ ایسا ان الفاظ میں بھی ممکن ہے جو مضاعف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں عام طور پر ایک معنی دینے والے اسم کو ادغام کے ساتھ اور دوسرے معنی دینے والے اسم کو ادغام کے بغیر استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً مَدٌّ (کھینچنا) اور مَدَدٌ (مدد کرنا)

قَصٌّ (کاٹنا یا کترنا) اور قَصَصٌ (قصہ بیان کرنا)، سَبٌّ (گالی) اور سَبَبٌ (سبب) وغیرہ۔ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ مضاعف ثلاثی مجرد کے باب فَتَحَ اور حَسِبَ سے استعمال نہیں ہوتا، جبکہ مزید فیہ کے تمام ابواب سے استعمال ہو سکتا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

ضَلَّ(ض)ضَلَالاً، ضَلَالَةً = گمراہ ہونا (افعال) = گمراہ کرنا، ہلاک کرنا	عَدَّ(ن)عَدًّا = شمار کرنا، گننا (افعال) = تیار کرنا عَدَدٌ = گنتی عِدَّةٌ = چند، تعداد
ذَلَّ(ض)ذِلَّةً = نرم ہونا، خوار و رسوا ہونا (افعال+تفعیل) = خوار و رسوا کرنا ذُلٌّ = نرمی، تواضع ذِلٌّ = تابعداری، ذلت	عَزَّ(ض)عِزًّا = قوی ہونا، دشوار ہونا، باعزت ہونا (افعال) = عزت دینا
ظَلَّ(س)ظَلاًّ = سایہ دار ہونا (تفعیل)=سایہ کرنا ظِلٌّ سایہ	حَبَّ(ض)حُبًّا = محبت کرنا افعال=محبت کرنا حَبَّةٌ = دانہ
ضَرَّ(ن)ضَرًّا = تکلیف دینا، مجبور کرنا ضُرٌّ = نقصان، سختی	حَجَّ(ن)حَجًّا = دلیل میں غالب آنا، قصد کرنا (مفاعلہ) = دلیل بازی کرنا، جھگڑا کرنا حُجَّةٌ = دلیل
رَدَّ(ن)رَدًّا = واپس کرنا، لوٹانا (افتعال) = اپنے قدموں پر لوٹنا، الٹے پاؤں واپس ہونا	فَرَّ(ض)فِرَارًا = بھاگنا، دوڑنا مَسَّ(س)مَسًّا = چھونا کَشَفَ(ض)کَشْفًا = ظاہر کرنا، کھولنا
تَبِعَ(س)تَبَعًا = کسی کے ساتھ یا پیچھے چلنا (افتعال) = نقش قدم پر چلنا، پیروی کرنا	
دَبَرَ(ن)دَبْرًا = پیچھے پھرنا دُبُرٌ(ج اَدْبَارٌ) = کسی چیز کا پچھلا حصہ، پیٹھ	

مشق نمبر ٦٦ (الف)

مندرجہ ذیل افعال کی صرفِ صغیر کریں اور فعل امر کی تمام ممکن صورتیں لکھیں۔ (i) ضَلَّ (ض) (ii) ظَلَّ (س) (iii) عَدَّ (ن)

مشق نمبر ٦٦ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی اقسام، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) ضَلَلْتُ (۲) تَعُدُّوْنَ (۳) ظَلَّلْنَا (۴) اَضِلُّ (۵) فَرَرْتُمْ (۶) ظِلٌّ
(۷) ضَارٌّ (۸) فِرُّوا (۹) مُضِلٌّ (۱۰) تَشَقَّقُ (۱۱) اَظُنُّ (۱۲) ضَالٌّ
(۱۳) تُرَدُّوْنَ (۱۴) اَعَدَّ (۱۵) شَاقُّوْا (۱۶) تُحَاجُّوْنَ (۱۷) اَضَلُّوْا
(۱۸) اُعِدَّتْ (۱۹) شِقَاقٌ (۲۰) تُعِزُّ (۲۱) حُجَّةٌ

نوٹ : اسماء وافعال کی اقسام سے مراد یہ ہے کہ اگر اسم ہے تو اسماء کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟ اگر فعل ہے تو اس کی چھ میں سے کون سی قسم ہے؟

مشق نمبر ٦٦ (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَمَاهُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۲) وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (۳) وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ (۴) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (۵) لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (۶) وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِكُمْ (۷) وَلَا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا (۸) وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ (۹) وَحَاجَّهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَتُحَاجُّوْنِّىْ فِى اللّٰهِ (۱۰) اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ جَنّٰتٍ (۱۱) فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ (۱۲) وَهُوَ الَّذِىْ مَدَّ الْاَرْضَ (۱۳) وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ (۱۴) اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ (۱۵) وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ (۱۶) فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ

ہم مخرج اور قریب مخرج حروف کے قواعد

۱ : ۶۹ گزشتہ دو اسباق میں ہم نے ادغام اور فک ادغام کے جن قواعد کا مطالعہ کیا ہے ان کا تعلق "مثلین" سے تھا' یعنی جب ایک ہی حرف دو مرتبہ آ جائے۔ اب ہمیں تین مزید قواعد کا مطالعہ کرنا ہے۔ جن کا تعلق ہم مخرج اور قریب المخرج حروف سے ہے۔ لیکن ان قواعد کا دائرہ بہت محدود ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے دو قاعدوں کا تعلق صرف باب افتعال سے ہے جبکہ تیسرے قاعدہ کا تعلق صرف باب تفعل اور باب تفاعل سے ہے۔ نیز یہ کہ متعلقہ حروف گنتی کے چند حروف ہیں جو آسانی سے یاد ہو جاتے ہیں۔

۲ : ۶۹ پہلا قاعدہ یہ ہے کہ باب افتعال کا فا کلمہ اگر د' ذیاز میں سے کوئی حرف ہو تو بابِ افتعال کی "ت" تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فا کلمہ پر ہے' پھر اس پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً دَخَلَ باب افتعال میں اِدْتَخَلَ ہو گا' پھر جب "ت" تبدیل ہو کر "د" بنے گی تو یہ اِدْدَخَلَ بنے گا' پھر ادغام کے قاعدے کے تحت اِدَّخَلَ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے ذَکَرَ سے اِذْتَکَرَ' پھر اِذْذَکَرَ اور بالآخر اِذَّکَرَ ہو جائے گا۔

۳ : ۶۹ دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ باب افتعال کا فا کلمہ اگر ص' ض' ط' ظ میں سے کوئی حرف ہو تو باب افتعال کی "ت" تبدیل ہو کر "ط" بن جاتی ہے۔ ایسی صورت میں ادغام کی ضرورت نہیں پڑتی' الا یہ کہ فا کلمہ بھی "ط" ہو۔ مثلاً صَبَرَ باب افتعال میں اِصْتَبَرَ بنتا ہے لیکن اِصْطَبَرَ استعمال ہوتا ہے' اسی طرح ضَرَّ باب افتعال میں اِضْتَرَّ کے بجائے اِضْطَرَّ استعمال ہوتا ہے۔ اور طَلَعَ سے اِطْتَلَعَ کی بجائے اِطْطَلَعَ اور پھر اِطَّلَعَ استعمال ہوتا ہے۔

۶۹ : ۴ تیسرے قاعدے کا تعلق دس حروف سے ہے۔ پہلے ان حروف کو یاد کرنے کی ترکیب سمجھ لیں، پھر قاعدہ سمجھیں گے۔ ایک کاغذ پر د، ذ سے لے کر ط، ظ تک حروف تہجی ترتیب وار لکھ لیں پھر ان میں سے حرف "ر" کو حذف کر دیں اور شروع میں "ث" کا اضافہ کر لیں اس طرح مندرجہ ذیل حروف آپ کو آسانی سے یاد ہو جائیں گے۔

ث، د، ذ، ز، س، ش، ص، ض، ط، ظ

۶۹ : ۵ تیسرا قاعدہ یہ ہے کہ باب تفعّل یا تفاعل کے فاکلمہ پر اگر مذکورہ بالا حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو ان ابواب کی "ت" تبدیل ہو کر وہی حرف بن جاتی ہے جو فاکلمہ پر آیا ہے، اس کے بعد ان پر ادغام کے قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم دونوں ابواب کی الگ الگ مثال دے رہے ہیں تاکہ آپ تبدیلی کے ہر مرحلہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

۶۹ : ۶ ذکر باب تفعّل میں تَذَكَّرَ بنتا ہے۔ پھر جب "ت" تبدیل ہو کر "ذ" بنے گی تو یہ ذَذَكَّرَ ہو جائے گا اب مثلین یکجا ہیں اور دونوں متحرک ہیں، چنانچہ ادغام کے قاعدہ کے تحت مثل اول کو ساکن کریں گے تو یہ ذْذَكَّرَ بنے گا جو پڑھا نہیں جا سکتا۔ اس لئے اس سے قبل ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اِذْذَكَّرَ ہو گا اور پھر اِذَّكَّرَ ہو جائے گا۔ یہ بات ضروری ہے کہ باب افتعال میں اِذَّكَرَ اور باب تفعّل میں اِذَّكَّرَ کے فرق کو اچھی طرح نوٹ کر لیں۔

۶۹ : ۷ اسی طرح ثَقَلَ باب تفاعل میں تَثَاقَلَ بنتا ہے۔ جب "ت" تبدیل ہو کر "ث" بنے گی تو یہ ثَثَاقَلَ بنے گا۔ پھر مثل اول کو ساکن کر کے ہمزۃ الوصل لگائیں گے تو یہ اِثْثَاقَلَ اور پھر اِثَّاقَلَ ہو جائے گا۔

۶۹ : ۸ اب یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ مذکورہ بالا تیسرا قاعدہ اختیاری ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باب تفعّل اور باب تفاعل میں مذکورہ حروف سے شروع ہونے

والے الفاظ تبدیلی کے بغیر اور تبدیل شدہ شکل میں دونوں طرح استعمال ہو سکتے ہیں۔ یعنی تَذَكَّرَ بھی درست ہے اور اِذَّكَّرَ بھی درست ہے۔ اسی طرح تَثَاقَلَ بھی درست ہے اور اِثَّاقَلَ بھی درست ہے۔

۹ : ۶۹ یہ بھی نوٹ کر لیں کہ باب تفعل اور تفاعل کے فعل مضارع کے جن صیغوں میں دو "ت" یکجا ہو جاتی ہیں وہاں ایک "ت" کو گرا دینا جائز ہے، مثلاً تَتَذَكَّرَ اور تَذَكَّرَ دونوں درست ہیں۔ اور گزشتہ سبق کی مشق میں آپ نے تَشَقَّقُ پڑھا تھا جو کہ اصل میں تَتَشَقَّقُ تھا۔

ذخیرۂ الفاظ

ذَكَرَ (ن) ذِكْرًا = یاد کرنا (تفعل) = کوشش کرکے یاد کرنا، نصیحت حاصل کرنا	دَرَءَ (ف) دَرْءً = زور سے دھکیلنا (تفاعل) = بات کو ایک دوسرے پر ڈالنا
سَبَقَ (ن ض) سَبْقًا = آگے بڑھنا (افتعال) = اہتمام سے آگے بڑھنا = آگے بڑھنے میں مقابلہ کرنا	صَدَقَ (ن) صِدْقًا = سچ بولنا، بے لوث نصیحت کرنا (تفعل) = بدلہ کی خواہش کے بغیر دینا = خیرات کرنا
صَبَرَ (ض) صَبْرًا = برداشت کرنا، رکے رہنا (افتعال) = اہتمام سے ڈٹے رہنا	صَنَعَ (ف) صُنْعًا = بنانا (افتعال) = بنانے کا حکم دینا، چن لینا
طَهَرَ (ف) طُهْرًا = گندگی دور کرنا (ن ک) طُهُوْرًا، طَهَارَةً = پاک ہونا (تفعیل) = دھونا، پاک کرنا (تفعل) = کوشش کرکے اپنی گندگی دور کرنا، = پاک ہونا	ضَرَّ (مشق نمبر ۶۶ کا ذخیرۂ الفاظ دیکھیں) (افتعال) = مجبور کرنا زَمَلَ (ن ض) زِمَالاً = ایک جانب جھکے ہوئے دوڑنا (تفعل) = لپٹنا دَثَرَ (ن) دُثُوْرًا = مٹنے لگنا، بڑھاپے کے آثار ظاہر ہونا (تفعل) = اوڑھنا

مشق نمبر ۶۷ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف صغیر کریں۔

(i) دخ ل (افتعال) (ii) ص د ق (تفعل) (iii) س ء ل (تفاعل)

(iv) ض ر ر (افتعال) (v) ط ہ ر (تفعل) (vi) د ر ک (تفاعل)

مشق نمبر ۶۷ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) يَذَّكَّرُ (۲) يَتَذَكَّرُ (۳) تَدَارَكَ (۴) اِدَّرَكَ (۵) نَسْتَبِقُ (۶) مُدَّخَلًا (۷) اِصْطَبِرْ (۸) مُطَهَّرَةٌ (۹) اِدَّرَءْ تُمْ (۱۰) مُتَطَهِّرِيْنَ۔ (۱۱) تَصَدَّقَ (۱۲) اِثَّاقَلْتُمْ (۱۳) لَنَصَّدَّقَنَّ (۱۴) يَتَطَهَّرُوْنَ (۱۵) مُطَّهِّرِيْنَ (۱۶) يَتَسَاءَ لُوْنَ (۱۷) اِصْطَنَعْتُ (۱۸) مُصَّدِّقُوْنَ (۱۹) مُتَصَدِّقَاتٌ (۲۰) اَلْمُزَّمِّلُ (۲۱) اَلْمُدَّثِّرُ (۲۲) يَشَّقَّقُ (۲۳) اِضْطَرَّ

مشق نمبر ۶۷ (ج)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۲) يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَاسَعٰى (۳) اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوْسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا (۴) فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ (۵) وَلَهُمْ فِيْهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ (۶) وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْ تُمْ فِيْهَا (۷) اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (۸) فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ (۹) لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (۱۰) فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (۱۱) وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِىْ (۱۲) يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (۱۳) يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ (۱۴) ثُمَّ اَضْطَرُّهٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ (۱۵) يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَاءُ

مثال

۱ : ۷۰ پیراگراف ۷ : ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ کسی فعل کے فا کلمہ کی جگہ اگر کوئی حرف علت یعنی "و" یا "ی" آجائے تو اسے مثال کہتے ہیں۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ فا کلمہ کی جگہ اگر "و" ہو تو اسے مثال واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے مثال یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم مثال میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲ : ۷۰ مثال میں ثلاثی مجرد سے فعل ماضی (معروف اور مجہول) دونوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے۔ البتہ مزید فیہ سے ماضی کے چند ایک صیغوں میں تبدیلی ہوتی ہے اور مثال یائی میں مثال واوی کی نسبت کم تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ بہرحال جو بھی تبدیلیاں ہوتی ہیں ان میں سے زیادہ تر مندرجہ ذیل قواعد کے تحت ہوتی ہیں۔

۳ : ۷۰ مثال واوی میں ثلاثی مجرد کے فعل مضارع معروف میں تبدیلی ہوتی ہے۔ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ مثال واوی اگر باب ضَرَبَ' حَسِبَ یا فَتَحَ سے ہو تو اس کے مضارع معروف میں واو گر جاتا ہے لیکن اگر باب سَمِعَ یا کَرُمَ سے ہو تو واو برقرار رہتا ہے۔ جبکہ باب نَصَرَ سے مثال (واوی یا یائی) کا کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً وَعَدَ (ض) = "وعدہ کرنا" کا مضارع یَوْعِدُ کے بجائے یَعِدُ ہوگا وَرِثَ (ح) = "وارث ہونا" کا مضارع یَوْرِثُ کے بجائے یَرِثُ اور وَھَبَ (ف) = "عطا کرنا" کا مضارع یَوْھَبُ کے بجائے یَھَبُ ہوگا۔ اس کے برخلاف وَجِلَ (س) = "ڈر لگنا" کا مضارع یَوْجَلُ ہی ہوگا۔ اسی طرح وَحُدَ (ک) = اکیلا ہونا کا مضارع یَوْحُدُ ہی ہوگا۔

۴ : ۷۰ باب سَمِعَ کے دو الفاظ خلاف قاعدہ استعمال ہوتے ہیں اور یہ قرآن کریم میں استعمال ہوئے ہیں لہٰذا ان کو یاد کرلیجئے۔ وَسِعَ (س) = پھیل جانا' وسیع ہونا۔ اس کا مضارع قاعدہ کے لحاظ سے یَوْسَعُ ہونا چاہئے تھا لیکن یہ یَسَعُ استعمال ہوتا ہے۔

اسی طرح وَطِیَ (س) = "روندنا" کا مضارع یَوْطَو کے بجائے یَطَو استعمال ہوتا ہے۔

٧٠ : ٥ یہ بات یاد رکھیں کہ مضارع مجہول میں گرا ہوا واو واپس آجاتا ہے مثلاً یَعِدُ کا مجہول یُفْعَلُ کے وزن پر یُوْعَدُ ہوگا۔ اسی طرح سے یَرِثُ کا مجہول یُوْرَثُ اور یَھَبُ کا یُوْھَبُ ہوگا۔

٧٠ : ٦ دوسرا قاعدہ جو مثال میں استعمال ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ واو ساکن کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو واو کو ی میں بدل دیتے ہیں اور اگر یاء ساکن کے ماقبل ضمہ ہو تو ی کو واو میں بدل دیتے ہیں مثلاً یَوْجَلُ کا فعل امر اِوْجَلْ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت اِیْجَلْ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سے یَقُظَ (ک) = "بیدار ہونا" باب افعال میں اَیْقَظَ ' یُیْقِظُ بنتا ہے لیکن اس کا مضارع اس قاعدہ کے تحت تبدیل ہو کر یُوْقِظُ ہو جاتا ہے۔

٧٠ : ٧ تیسرے قاعدے کا تعلق صرف باب افتعال سے ہے اور وہ یہ ہے کہ باب افتعال میں مثال کے فاکلمہ کی "و" یا "ی" کو "ت" میں تبدیل کر کے افتعال کی "ت" میں مدغم کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات نوٹ کر لیں کہ "و" کو تبدیل کرنا لازمی ہے جبکہ "ی" کی تبدیلی اختیاری ہے۔ مثلاً وَصَلَ باب افتعال میں اِوْتَصَلَ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت اِتْتَصَلَ اور پھر اِتَّصَلَ ہو جائے گا۔ جبکہ یَسَرَ باب افتعال میں اِیْتَسَرَ بھی استعمال ہوتا ہے اور اِتَّسَرَ بھی۔

٧٠ : ٨ آپ کو یاد ہوگا کہ مہموز الفاء میں صرف ایک فعل یعنی اَخَذَ کا ہمزہ باب افتعال میں تبدیل ہو کر "ت" بنتا ہے مگر مثال واوی سے باب افتعال میں آنے والے تمام افعال میں "و" کی "ت" میں تبدیلی لازمی ہے۔ خیال رہے کہ مثال واوی سے باب افتعال میں آنے والے افعال کی تعداد زیادہ ہے جبکہ مثال یائی سے باب افتعال میں کل تین چار افعال آتے ہیں۔

۹ : ۷۰ اب آپ نوٹ کرلیں کہ باب افتعال کے مذکورہ قاعدہ کا اطلاق پوری صرف صغیر پر ہوتا ہے۔ مثلاً اِوْتَصَلَ سے اِتَّصَلَ یَوْتَصِلُ سے یَتَّصِلُ' اِوْتَصِلْ سے اِتَّصِلْ 'مُوْتَصِلٌ سے مُتَّصِلٌ' مُوْتَصَلٌ سے مُتَّصَلٌ اور اِوْتِصَالٌ سے اِتِّصَالٌ۔

۱۰ : ۷۰ یہ بھی نوٹ کرلیں کہ مثال کا فعل امر اس کے مضارع کی استعمالی شکل سے قاعدے کے مطابق بنتا ہے۔ مثلاً وَهَبَ کا مضارع یَهَبُ استعمال ہوتا ہے۔ فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گرائیں گے تو پہلا حرف متحرک ہے۔ اس لئے ہمزۃ الوصل کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف لام کلمہ کو مجزوم کریں گے تو فعل امر هَبْ بنے گا۔ وَسُمَ (ک) = خوبصورت ہونا کا مضارع یَوْسُمُ ہے۔ اس سے فعل امر بنانے کے لئے ہمزۃ الوصل لگا کر لام کلمہ مجزوم کریں گے تو فعل امر اُوْسُمْ بنے گا۔

ذخیرۂ الفاظ

وَكَلَ (ض) وَكْلاً = سپرد کرنا (تفعل) لَهٗ = کامیابی کا ضامن ہونا (تفعل) علیه = کامیابی کے لئے بھروسہ کرنا	عَرَضَ (ض) عَرْضًا = پیش کرنا (ن) عَرْضًا = کسی چیز کے کنارے میں جانا عَرُضَ (ک) عَرَاضَةً = چوڑا ہونا (افعال) = منہ موڑنا' اعراض کرنا
وَلَجَ (ض) وُلُوْجًا' لِجَةً = داخل ہونا (افعال) = داخل کرنا	وَزَرَ (ض) وِزْرًا' زِرَةً = بوجھ اٹھانا وِزْرٌ (ج اَوْزَارٌ) = بوجھ
يَقِنَ (س) يَقْنًا = واضح اور ثابت ہونا (افعال) = یقین کرنا	وَذَرَ (ف) وَذْرًا = چھوڑنا وَجَدَ (ض) وَجْدًا' جِدَةً = پانا وَعَدَ (ض) وَعْدًا' عِدَةً = وعدہ کرنا وَضَعَ (ف) وَضْعًا' ضَعَةً = رکھنا' بچہ جننا وَقَعَ (ض) وُقُوْعًا = گرنا' واقع ہونا وَزَنَ (ض) وَزْنًا' زِنَةً = تولنا' وزن کرنا وَجِلَ (س) وَجْلاً = خوف محسوس کرنا' ڈرنا شَرَحَ (ف) شَرْحًا = پھیلانا' کشادہ کرنا = بات کے مطالب کو کھولنا۔
يَسَرَ (ض) يَسْرًا = سہل و آسان ہونا (تفعیل) = سہل و آسان کرنا	
وَرِثَ (ح) وَرْثًا' رِثَةً = وارث ہونا (افعال) = وارث بنانا	
وَعَظَ (ض) وَعْظًا' عِظَةً = نصیحت کرنا	

مشق نمبر ۶۸ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں۔

۱۔ وض ع (ف) ۲۔ وج د (ض) ۳۔ وج ل (س) ۴۔ ی ق ن (افعال)
۵۔ وک ل (تفعل) ۶۔ وک ء (افتعال) ۷۔ ود ع (استفعال)

مشق نمبر ۶۸ (ب)

مندرجہ ذیل قرآنی عبارتوں کا ترجمہ کریں :

(۱) فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ (۲) اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ (۳) فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰى (۴) فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ـ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ (۵) فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ (۶) وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ (۷) وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَاۤءَ مَا يَزِرُوْنَ (۸) وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۹) قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا (۱۰) وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (۱۱) وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ (۱۲) عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ (۱۳) فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (۱۴) قَالُوْا لَا تَوْجَلْ (۱۵) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى (۱۶) رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْۤ اَمْرِيْ (۱۷) اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ (۱۸) اِنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ (۱۹) وَاَوْرَثْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ (۲۰) وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ

اَجوف (حصہ اول)

۱ : ۷۱ سبق نمبر۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف علت (و / ی) آجائے تو اسے اجوف کہتے ہیں۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ عین کلمہ کی جگہ اگر "و" ہو تو اسے اجوف واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے اجوف یائی کہتے ہیں۔ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کے قواعد کا مطالعہ کریں گے۔

۲ : ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر۱ یہ ہے کہ حرف علت (و / ی) اگر متحرک ہو اور اس کے ماقبل فتحہ (زبر) ہو تو حرف علت کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں جیسے قَوَلَ سے قَالَ 'بَیَعَ سے بَاعَ 'نَیِلَ سے نَالَ 'خَوِفَ سے خَافَ اور طَوُلَ سے طَالَ وغیرہ۔

۳ : ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر۲ یہ ہے کہ حرف علت (و / ی) اگر متحرک ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو تو حرف علت اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے خود حرکت کے موافق حرف میں تبدیل ہو جاتا ہے 'جیسے خَوِفَ (س) کا مضارع یَخْوَفُ بنتا ہے۔ اس میں حرفِ علت متحرک اور ماقبل ساکن ہے اس لئے پہلے یہ یَخَوْفُ ہوگا اور پھر یَخَافُ ہو جائے گا۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) کا مضارع یَقْوُلُ سے یَقُوْلُ ہوگا اور یَقُوْلُ ہی رہے گا جبکہ بَیَعَ (ض) کا مضارع یَبْیِعُ سے یَبِیْعُ ہوگا اور یَبِیْعُ ہی رہے گا۔

۴ : ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر۳ (الف) یہ ہے کہ اجوف کے عین کلمہ کے بعد والے حرف پر اگر علامت سکون ہو' ساکن ہونے کی وجہ سے یا مجزوم ہونے کی وجہ سے 'تو دونوں صورتوں میں عین کلمہ کا تبدیل شدہ ا / و / ی گر جاتا ہے۔ اس کے بعد فاکلمہ کی حرکت کا فیصلہ قاعدہ نمبر۳ (ب) کے تحت کرتے ہیں۔

۵ : ۷۱ اجوف کا قاعدہ نمبر۳ (ب) یہ ہے کہ ا / و / ی گرنے کے بعد فاکلمہ پر غور کرتے ہیں۔ اگر وہ اصلاً ساکن تھا اور قاعدہ نمبر۲ کے تحت انتقال حرکت کی وجہ سے

متحرک ہوا ہے تو اس کی حرکت برقرار رہے گی۔ لیکن اگر فا کلمہ اصلاً مفتوح تھا تو اس کی فتح کو ضمہ یا کسرہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس کا اصول یہ ہے کہ اس فعل کا مضارع اگر مضموم العین (باب نصر و کرم) ہے تو ضمہ دیتے ہیں ورنہ کسرہ۔ اب آپ اس قاعدہ کو چند مثالوں کی مدد سے ذہن نشین کر لیں۔

۶ : ۷۱ پہلے ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں انتقال حرکت ہوتی ہے۔ خَوِفَ (س) کے مضارع کی اصلی شکل یَخْوَفُ بنتی ہے۔ جب گردان کرتے ہوئے ہم جمع مونث غائب کے صیغہ پر پہنچیں گے تو اس کی اصل شکل یَخْوَفْنَ ہو گی اب صورتحال یہ ہے کہ حرف علت متحرک ہے اور ما قبل ساکن ہے اس لئے یہ اپنی حرکت ما قبل کو منتقل کر کے خود الف میں تبدیل ہو جائے گا تو شکل یَخَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامت سکون ہے اس لئے قاعدہ ۳ (الف) کے تحت الف گر جائے گا۔ قاعدہ ۳ (ب) کے تحت فا کلمہ چونکہ اصلاً ساکن تھا اور اس کی حرکت منتقل شدہ ہے اس لئے وہ برقرار رہے گی۔ اس طرح استعمالی شکل یَخَفْنَ ہو گی۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) سے یَقُوْلْنَ پہلے یَقُوْلْنَ اور پھر یَقُلْنَ ہو گا جبکہ بَيَعَ (ض) سے يَبْيِعْنَ پہلے يَبِيْعْنَ اور پھر يَبِعْنَ ہو گا۔

۷ : ۷۱ اب ہم وہ مثالیں لیتے ہیں جہاں فا کلمہ اصلاً مفتوح ہوتا ہے۔ خَوِفَ (س) سے ماضی کی گردان کرتے ہوئے جب ہم جمع مونث غائب کے صیغے پر پہنچیں گے تو اس کی اصلی شکل خَوِفْنَ ہو گی۔ اب صورتحال یہ ہے کہ حرف علت متحرک ہے اور اس کے ما قبل فتحہ ہے اس لئے واو تبدیل ہو کر الف بنے گا تو شکل خَافْنَ ہو جائے گی۔ اب لام کلمہ پر علامت سکون ہے۔ اس لئے قاعدہ ۳ (الف) کے تحت الف گر جائے گا۔ پھر قاعدہ ۳ (ب) کے تحت ہم نے دیکھا کہ فا کلمہ اصلاً مفتوح ہے اس لئے اس کی فتح کو ضمہ یا کسرہ میں بدلنا ہے۔ چونکہ اس کا مضارع مضموم العین نہیں ہے اس لئے فتح کو کسرہ میں تبدیل کریں گے تو استعمالی شکل خِفْنَ ہو گی۔ اسی طرح قَوَلَ (ن) سے قَوَلْنَ پہلے قَالْنَ اور پھر قُلْنَ ہو گا جبکہ بَیَعَ (ض) سے بَیَعْنَ پہلے بَاعْنَ اور پھر

بِعْنَ ہو گا۔

۸ : ۱۷ انتقال حرکت والے قاعدہ نمبر ۲ کے استثناآت کی فہرست ذرا طویل ہے۔ آپ کو انہیں یاد کرنا ہو گا۔

(۱) اسم الآلہ اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں جیسے مِکْیَالٌ (ناپنے کا آلہ) مِنْوَالٌ (کپڑے بننے کی کھڈی) مِغْوَلٌ (کدال) مِصْیَدَۃٌ (پھندا) وغیرہ بغیر تبدیلی کے اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

(۲) اسم التفضیل بھی اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے اَقْوَمُ (زیادہ پائیدار) اَطْیَبُ (زیادہ پاکیزہ) وغیرہ اسی طرح استعمال ہوتے ہیں۔

(۳) الوان وعیوب کے مذکر کا وزن اَفْعَلُ بھی مستثنیٰ ہے جیسے اَسْوَدُ' اَبْیَضُ' اَحْوَرُ

(۴) الوان وعیوب کے مزید فیہ کے ابواب بھی مستثنیٰ ہیں جو ابھی آپ نے نہیں پڑھے ہیں جسے اِسْوَدَّ یَسْوَدُّ (سیاہ ہو جانا) اِبْیَضَّ یَبْیَضُّ (سفید ہو جانا) وغیرہ۔

(۵) فعل تعجب (جو ابھی آپ نے نہیں پڑھے) بھی مستثنیٰ ہیں جیسے مَا اَطْوَلَهٗ یا اَطْوِلْ بِہٖ (وہ کتنا لمبا ہے) مَا اَطْیَبَهٗ یا اَطْیِبْ بِہٖ (وہ کتنا پاکیزہ ہے) وغیرہ۔

مشق نمبر ۶۹

مندرجہ ذیل مادوں سے ماضی معروف اور مضارع معروف میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ کبیر کریں۔

۱۔ ق و ل (ن)   ۲۔ ب ی ع (ض)   ۳۔ خ و ف (س)

اجوف (حصہ دوم)

۱ : ۲۷ گزشتہ سبق میں ہم نے اجوف کے کچھ قواعد سمجھ کر صرف کبیر پر ان کی مشق کر لی۔ اس سبق میں اب ہم صرف صغیر کے حوالہ سے کچھ باتیں سمجھیں گے۔ اس کے علاوہ محدود دائرہ کار والے کچھ مزید قواعد کا مطالعہ بھی کریں گے۔

۲ : ۲۷ اجوف سے فعل امر بنانے کے لئے کسی نئے قاعدہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ گزشتہ سبق کے دوسرے اور تیسرے قاعدہ کا ہی اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً یَخَافُ (یَخْوَفُ) سے فعل امر کی اصلی شکل اِخْوَفْ بنتی ہے۔ دوسرے قاعدہ کے تحت "و" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے الف میں تبدیل ہوگا اور فاکلمہ متحرک ہو جانے کی وجہ سے ھمزۃ الوصل کی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس طرح یہ خَافْ ہو جائے گا۔ پھر قاعدہ نمبر ۳ (الف) کے تحت الف گرے گا اور قاعدہ نمبر ۳ (ب) کے تحت فاکلمہ پر منتقل شدہ حرکت برقرار رہے گی۔ چنانچہ فعل امر خَفْ بنے گا۔ اسی طرح یَقُوْلُ (یَقْوُلُ) کا فعل امر اُقْوُلْ سے قُوْلْ اور پھر قُلْ ہوگا' جبکہ یَبِیْعُ (یَبْیِعُ) کا فعل امر اِبْیِعْ سے بِیْعْ اور پھر بِعْ ہوگا۔

۳ : ۲۷ ثلاثی مجرد سے اسم الفاعل بنانے کے لئے اس کے وزن فَاعِلٌ کے عین کلمہ پر آنے والے حرف علت (و / ی) کو ہمزہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جیسے خَافَ کا اسم الفاعل خَاوِفٌ کی بجائے خَائِفٌ' بَاعَ کا بَایِعٌ کی بجائے بَائِعٌ اور قَالَ کا قَاوِلٌ کی بجائے قَائِلٌ ہوگا۔ نوٹ کر لیں کہ فَاعِلٌ کا وزن ثلاثی مجرد کا ہے اس لئے یہ قاعدہ صرف ثلاثی مجرد میں استعمال ہوتا ہے۔

۴ : ۲۷ اجوف کے اسم المفعول کا مطالعہ ہم دو حصوں میں کریں گے یعنی پہلے اجوف واوی کا اور پھر اجوف یائی کا۔ اجوف واوی سے اسم المفعول بنانے کے لئے بھی گزشتہ قواعد ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا اسم المفعول "مَفْعُوْلٌ" کے وزن پر اصلاً "مَقْوُوْلٌ" ہوگا۔ اب "و" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کرے گا اور اس

کے مابعد حرف ساکن ہے اس لئے وہ گر جائے۔ اس طرح وہ مَقُوْلٌ بنے گا۔ یاد کرنے میں آسانی کی غرض سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف واوی کا اسم المفعول "مَفْعُوْلٌ" کے بجائے "مَفُوْلٌ" کے وزن پر آتا ہے۔

۷۲ : ۵ اجوف یائی کا اسم المفعول خلاف قاعدہ "مَفِيْلٌ" کے وزن پر آتا ہے اور صحیح وزن یعنی "مَفْعُوْلٌ" پر بھی آتا ہے۔ اکثر الفاظ کا اسم المفعول دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً بَاعَ کا اسم المفعول مَبِيْعٌ اور مَبْيُوْعٌ دونوں درست ہیں۔ اسی طرح عَابَ کا مَعِيْبٌ اور مَعْيُوْبٌ دونوں درست ہیں۔ البتہ بعض مادوں سے اسم المفعول صرف مَفِيْلٌ کے وزن پر ہی آتا ہے جیسے شَادَ سے مَشِيْدٌ (مضبوط کیا ہوا) کَالَ سے مَكِيْلٌ (ناپا ہوا) وغیرہ۔

۷۲ : ۶ اجوف کے ایک قاعدہ کا زیادہ تر اطلاق ماضی مجہول میں ہوتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ حرف علت (و / ی) اگر مکسور ہے اور اس کے ماقبل ضَمَّہ ہو تو ضَمَّہ کو کسرہ میں بدل کر حرفِ علت کو "ی" ساکن میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ مثلاً قَالَ کا ماضی مجہول اصلاً قُوِلَ ہوگا اور بَاعَ کا ماضی مجہول اصلاً بُيِعَ ہوگا۔ ان دونوں میں حرف علت مکسور ہے اور ماقبل ضمہ ہے اس لئے ضمہ کو کسرہ میں اور حرف علت کو یائے ساکن میں تبدیل کریں گے تو یہ قِيْلَ اور بِيْعَ ہو جائیں گے۔ یاد کرنے میں آسانی کے لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر "فِيْلَ" کے وزن پر آتا ہے۔
البتہ اجوف کے مضارع مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہی ہوتی ہے۔

۷۲ : ۷ ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب ایک لفظ میں دو حروف علت "و / ی" یکجا ہو جائیں اور ان میں پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہو تو "و" کو "ی" میں تبدیل کر کے ان کا ادغام کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کے مطابق "فَيْعِلٌ" کے وزن پر آنے والے اجوف واوی کے بعض اسماء میں تبدیلی ہوتی ہے مثلاً سَاءَ (سَوَءَ) سے فَيْعِلٌ کے وزن پر سَيْوِءٌ بنتا ہے پھر اس قاعدہ کے مطابق سَيِّءٌ (برائی) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سَادَ (سَوَدَ) سے سَيْوِدٌ پھر سَيِّدٌ (سردار) اور مَاتَ (مَوَتَ) سے مَيْوِتٌ پھر

مَیِّتٌ (مردہ) ہو گا۔ جبکہ اجوف یائی میں چونکہ عین کلمہ "ی" ہوتا ہے اس لئے "فَیْعِلٌ" کے وزن پر آنے والے الفاظ میں تبدیلی کی ضرورت نہیں ہوتی صرف ادغام ہوتا ہے۔ مثلاً طاب (طَیَبَ) سے طَیِّبٌ پھر طَیِّبٌ 'لَانَ (لَیَنَ) سے لَیِّنٌ پھر لَیِّنٌ (نرم) اور بَانَ (بَیَنَ) سے بَیِّنٌ پھر بَیِّنٌ (واضح) ہو گا۔

مشق نمبر ۷۰

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرف صغیر کریں۔

۱۔ق و ل (ن) ۲۔ب ی ع (ض) ۳۔خ و ف (س)

ضروری ہدایت

اب وقت ہے کہ مشق نمبر ۵۶ (ب) کے آخر میں دی گئی ہدایت کا آپ دوبارہ مطالعہ کریں۔

اجوف (حصہ سوم)

۱ : ۷۳ اس سبق میں اب ہمیں اجوف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ابواب مزید فیہ کے حوالے سے سمجھنا ہے۔ اس ضمن میں پہلی بات یہ نوٹ کرلیں کہ اجوف کی تبدیلیاں مزید فیہ کے صرف ایسے چار ابواب میں ہوتی ہیں جن کے شروع میں ہمزہ آتا ہے یعنی افعال' افتعال' انفعال اور استفعال۔ جبکہ بقیہ چار ابواب یعنی تفعیل' مفاعلہ' تفعل اور تفاعل میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور ان میں اجوف اپنے صحیح وزن کے مطابق ہی استعمال ہوتا ہے۔

۲ : ۷۳ دوسری بات یہ نوٹ کرلیں کہ اجوف کے قاعدہ نمبر۳(ب) کا اطلاق ابواب مزید فیہ پر نہیں ہوتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مزید فیہ کے لام کلمہ پر اگر علامت سکون ہوگی تو قاعدہ نمبر۳(الف) کے تحت عین کلمہ کی ا/و/ی تو گرے گی لیکن اس کے ماقبل کی حرکت برقرار رہے گی اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی۔

۳ : ۷۳ مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی نہیں ہوتی ان کا اسم الفاعل اپنے صحیح وزن کے مطابق استعمال ہوتا ہے۔ اور جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے اس میں گزشتہ قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ض ی ع باب افعال میں اَضَاعَ (اَضْيَعَ) يُضِيْعُ (يُضْيِعُ) (ضائع کرنا) ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل مُضْيِعٌ بنتی ہے۔ اب دوسرے قاعدے کے تحت "يِ" کی حرکت ماقبل کو منتقل ہوگی اور کسرہ کے مناسب ہونے کی وجہ سے "ی" برقرار رہے گی۔ اس طرح یہ مُضِيْعٌ ہو جائے گا۔ اسی طرح خ و ن باب افتعال میں اِخْتَانَ (اِخْتَوَنَ) يَخْتَانُ (يَخْتَوِنُ) (خیانت کرنا) ہوگا۔ اس کے اسم الفاعل کی اصلی شکل مُخْتَوِنٌ بنتی ہے۔ اب پہلے قاعدے کے تحت واو تبدیل ہو کر الف بنے گی تو یہ مُخْتَانٌ ہو جائے گا۔

۴ : ۷۳ مزید فیہ کے جن چار ابواب میں تبدیلی ہوتی ہے۔ ان کے مصدر میں تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے۔ باب افعال اور استفعال کے مصدر میں تبدیلی کا طریقہ الگ ہے جبکہ افتعال اور انفعال کا طریقہ الگ ہے۔

۵ : ۷۳ باب افعال اور استفعال کے مصدر میں تبدیلی اصلاً تو گزشتہ قواعد کے تحت ہی ہوتی ہے لیکن اس کے نتیجہ میں دو الف یکجا ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایک الف کو گرا کر آخر میں "ۃ" کا اضافہ کر دیتے ہیں۔ مثلاً اَضَاعَ یُضِیْعُ کا مصدر اصلاً اِضْیَاعٌ ہو گا۔ اب "یَ" اپنی حرکت ماقبل کو منتقل کر کے الف میں تبدیل ہو گی تو لفظ اِضَااعٌ بنے گا۔ پھر ایک الف کو گرا کر آخر میں "ۃ" کا اضافہ کریں گے تو اِضَاعَۃٌ استعمال ہو گا۔ اسی طرح سے اِعَانَۃٌ، اِجَابَۃٌ وغیرہ ہیں۔ ایسے ہی باب استفعال میں اِسْتَعَانَ یَسْتَعِیْنُ کا مصدر اصلاً اِسْتِعْوَانٌ ہو گا جو پہلے اِسْتِعَاانٌ اور پھر اِسْتِعَانَۃٌ ہو گا۔

۶ : ۷۳ باب افتعال اور انفعال کے مصدر میں اجوف واوی کی "و" تبدیل ہو کر "ی" بن جاتی ہے۔ مثلاً اِخْتَانَ یَخْتَانُ کا مصدر اصلاً اِخْتِوَانٌ ہو گا جو اِخْتِیَانٌ بن جائے گا۔ جبکہ غ ی ب افتعال میں اِغْتَابَ یَغْتَابُ (غیبت کرنا) ہو گا۔ اس کا مصدر اصلاً اِغْتِیَابٌ ہو گا اور اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ اسی طرح استعمال ہو گا کیونکہ اس آنے والے افعال لازم ہوتے ہیں۔

۷ : ۷۳ گزشتہ سبق میں ہم نے پڑھا تھا کہ اجوف کا ماضی مجہول زیادہ تر "فِیْلَ" کے وزن پر آتا ہے۔ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ مذکورہ قاعدہ اجوف کے ثلاثی مجرد اور باب افتعال کے ماضی مجہول میں استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ باب افعال اور استفعال کے ماضی مجہول میں تبدیلی گزشتہ قواعد کے مطابق ہوتی ہے۔ اور باب انفعال سے مجہول نہیں آتا کیونکہ اِس سے آنے والے تمام افعال لازم ہوتے ہیں۔

۸ : ۷۳ اجوف میں گنتی کے چند افعال ایسے ہیں جو باب استفعال میں تبدیل شدہ

شکل کے بجائے اپنی اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فعل اِسْتَصْوَبَ یَسْتَصْوِبُ اِسْتِصْوَابًا (کسی معاملہ کی منظوری چاہنا) ہے۔ قاعدہ کے مطابق اسے اِسْتَصَابَ یَسْتَصِیْبُ اِسْتِصَابَةً ہونا چاہئے۔ اس کو اس طرح استعمال کرنا اگرچہ جائز تو ہے تاہم زیادہ تر یہ اصلی شکل میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور فعل اِسْتَحْوَذَ یَسْتَحْوِذُ اِسْتِحْوَاذًا (کسی سوچ پر قابو پالینا' غالب آجانا) ہے۔ یہ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوتا ہے اور قرآن کریم میں بھی اسی طرح استعمال ہوا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

ع وَ ذَ (ن) عَوْذًا = کسی کی پناہ میں آنا (افعال) = کسی کو کسی کی پناہ میں دینا تفعیل = کسی کو پناہ دینا (استفعال) = کسی کی پناہ مانگنا	ضَ یَ عَ (ض) ضَیْعًا' ضِیَاعًا = ضائع ہونا (افعال) = ضائع کرنا
رَ وَ دَ (ن) رَوْدًا = کسی چیز کی طلب میں گھومنا (افعال) = قصد کرنا' ارادہ کرنا	تَ وَ بَ (ن) تَوْبًا' تَوْبَةً = ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف لوٹنا تَابَ اِلٰی = بندے کا اللہ کی طرف لوٹنا' توبہ کرنا تَابَ عَلٰی = اللہ کی رحمت کا بندے کی طرف لوٹنا' توبہ قبول کرنا
صَ وَ بَ (ن) صَوْبًا = اوپر سے اترنا (ض) صَیْبًا = نشانہ پر لگنا (افعال) = ٹھیک نشانہ پر لگنا	ثَ وَ بَ (ن) ثَوْبًا = کسی چیز کا اپنی اصلی حالت کی طرف لوٹنا ثَوَابٌ = بدلہ' عمل کی جزا جو عمل کرنے والے کی طرف لوٹتی ہے
جَ وَ بَ (ن) جَوْبًا = کاٹنا' جواب دینا (افعال+استفعال) = بات مان لینا	زَ یَ دَ (ض) زَیْدًا' زِیَادَةً = بڑھنا' زیادہ ہونا بڑھانا' زیادہ کرنا
ذَ وَ قَ (ن) ذَوْقًا = چکھنا (افعال) = چکھانا	جَ وَ عَ (ن) جَوْعًا = بھوکا ہونا

مشق نمبر ۱۷ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے ساتھ دیئے گئے ابواب میں اصلی شکل اور تبدیل شدہ شکل دونوں کی صرفِ صغیر کریں۔

۱۔ رود (افعال) ۲۔ ری ب (افتعال) ۳۔ ج وب (استفعال)

مشق نمبر ۱۷ (ب)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (۲) مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا (۳) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۴) وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ (۵) فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ (۶) وَاِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ (۷) وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا (۸) ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ۔ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ (۹) قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ (۱۰) ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ (۱۱) وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ (۱۲) فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ (۱۳) فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ (۱۴) رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا (۱۵) فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (۱۶) ذُقْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ (۱۷) اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ (۱۸) مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ (۱۹) فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّيْ لَا اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ

مشق نمبر ۱۷ (ج)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) اَعُوْذُ (۲) مَثَابَةً (۳) فَلْيَسْتَجِيْبُوْا (۴) اُعِيْذُ (۵) تُبْتُ (۶) نُذِيْقُ (۷) اِنْ يُّرِدْ (۸) رَادَّ (۹) تُوْبُوْا (۱۰) مُجِيْبٌ (۱۱) اَذَاقَ (۱۲) زِدْ (۱۳) فَاسْتَعِذْ (۱۴) ذُقْ (۵) مُصِيْبَةٍ (۱۶) اُضِيْعُ

ناقص (حصہ اول)

(ماضی معروف)

۱ : ۴۷ سبق نمبر ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے لام کلمہ کی جگہ حرف علت "و / ی" آجائے اسے ناقص کہتے ہیں۔ چنانچہ اگر لام کلمہ کی جگہ "واوٗ" ہو تو اسے ناقص واوی اور اگر "ی" ہو تو اسے ناقص یائی کہیں گے۔ ناقص افعال اور اسماء میں اجوف کی نسبت زیادہ تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ تبدیلیاں تو ناقص کے قواعد کے تحت ہوتی ہیں اور گزشتہ اسباق میں پڑھے ہوئے کچھ قواعد کا اطلاق بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ناقص میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لئے زیادہ غور اور توجہ کی ضرورت ہے۔ ساتھ ہی گزشتہ قواعد کا پوری طرح یاد ہونا بھی ضروری ہے۔

۲ : ۴۷ اجوف کے پہلے قاعدہ میں ہم پڑھ چکے ہیں کہ حرف علت متحرک ہو اور ما قبل فتحہ ہو تو حرف علت "و / ی" کو الف میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اجوف میں اس قاعدہ کے اطلاق کے وقت "و" اور "ی" دونوں کو تبدیل کر کے الف ہی لکھا جاتا ہے جیسے قَوَلَ سے قَالَ اور بَیَعَ سے بَاعَ۔ لیکن ناقص میں جب اس قاعدہ کا اطلاق کرتے ہیں تو تبدیل شدہ الف کو لکھنے کا طریقہ ناقص واوی اور ناقص یائی میں مختلف ہے۔ اس فرق کو سمجھ لیں۔

۳ : ۴۷ ناقص واوی (ثلاثی مجرد) میں جب واو الف میں بدلتی ہے تو وہ بصورت الف ہی لکھی جاتی ہے جیسے دَعَوَ سے دَعَا (اس نے پکارا) تَلَوَ سے تَلاَ (وہ پیچھے پیچھے آیا) وغیرہ۔ لیکن ناقص یائی میں جب "ی" الف میں بدلتی ہے تو وہ بصورت الف مقصورہ یعنی ٰی لکھی جاتی ہے۔ جیسے مَشَیَ سے مَشٰی (وہ چلا) عَصَیَ سے عَصٰی

(اس نے نافرمانی کی) وغیرہ۔

۴ : ۴۷ اس سلسلہ میں یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ ناقص کے فعل ماضی کے بعد اگر ضمیر مفعولی آ رہی ہو تو واوی اور یائی دونوں الف کے ساتھ لکھے جاتے ہیں۔ جیسے دَعَاھُمْ (اس نے ان کو پکارا) عَصَانِیْ (اس نے میری نافرمانی کی) وغیرہ۔

۵ : ۴۷ اب ایک بات یہ بھی نوٹ کر لیں کہ اجوف کے پہلے قاعدے کا جب ناقص پر اطلاق ہوتا ہے تو ناقص کے مندرجہ ذیل تثنیہ کے صیغے اس قاعدے سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔

(۱) ماضی معروف میں تثنیہ کا پہلا صیغہ یعنی فَعَلاَ کا وزن مستثنیٰ ہے۔ مثلاً دَعَوَ (دَعَا) کا تثنیہ دَعَوَا اور مَشَیَ (مَشٰی) کا تثنیہ مَشَیَا تبدیلی کے بغیر استعمال ہو گا حالانکہ حرف علت متحرک اور ماقبل فتحہ کی صورت حال موجود ہے۔

(۲) مضارع معروف میں تثنیہ کے پہلے چار صیغے یعنی یَفْعَلاَنِ اور تَفْعَلاَنِ کے اوزان مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً یَدْعُوَانِ' تَدْعُوَانِ اور یَمْشِیَانِ' تَمْشِیَانِ بھی تبدیلی کے بغیر استعمال ہوں گے۔

۶ : ۴۷ ناقص کا پہلا قاعدہ یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ کا حرفِ علت اور صیغہ کا حرفِ علت اگر یکجا ہو جائیں تو لام کلمہ کا حرفِ علت گر جاتا ہے۔ پھر عین کلمہ پر اگر فتحہ ہے تو وہ برقرار رہے گی۔ اگر ضمہ یا کسرہ ہے تو اسے صیغہ کے حرف علت کے مناسب رکھنا ہو گا۔ اب اس قاعدہ کو دونوں طرح کی مثالوں سے سمجھ لیں۔

۷ : ۴۷ پہلے وہ مثال لے لیں جس میں عین کلمہ پر فتحہ ہوتی ہے جو برقرار رہتی ہے۔ دَعَوَ (دَعَا) کے جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل دَعَوُوْا بنتی ہے۔ اس کے لام کلمہ کا "و" گرے گا تو دَعَوْا باقی بچا۔ عین کلمہ کی فتحہ برقرار رہے گی اس لئے یہ دَعَوْا ہی استعمال ہو گا۔ اسی طرح رَمَیَ (رَمٰی) = "اس نے پھینکا" کی جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلی شکل رَمَیُوْا ہو گی۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی تو رَمَوْا باقی

بچے گا اور یہ اسی طرح استعمال ہو گا۔

۱۱ : ۴۲ اب یہ بات بھی نوٹ کریں ماضی معروف میں تثنیہ مؤنث غائب کا صیغہ یعنی فَعَلَتَا اپنے واحد کی استعمالی شکل سے بنتا ہے مثلاً دَعَتْ سے دَعَتَا بنے گا اور لَقِيَتْ سے لَقِيَتَا بنے گا۔ اس کے بعد ماضی کے وہ صیغہ آجاتے ہیں جن میں لام کلمہ

ساکن ہوتا ہے یعنی فَعَلْنَ، فَعَلْتَ سے لے کر فَعَلْتُ، فَعَلْنَا تک۔ ان تمام صیغوں میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر۲۷

مندرجہ ذیل مادوں سے ماضی معروف میں اصلی شکل اور استعمالی شکل دونوں کی صرف کبیر کریں۔

(i) ع ف و (ن)= معاف کردینا

(ii) ھ د ی (ض)= ہدایت دینا

(iii) ن س ی (س)= بھول جانا

(iv) س ر و (ک)= شریف ہونا

ناقص (حصہ دوم)

(مضارع معروف)

۷۵ : ۱ گزشتہ سبق میں ہم نے ناقص کے ماضی معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو ناقص کے ایک قاعدہ اور کچھ سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھا تھا۔ اب ناقص کے مضارع معروف میں ہونے والی تبدیلیوں کو بھی ہم ناقص کے ایک نئے قاعدہ اور سابقہ قواعد کی مدد سے سمجھیں گے۔

۷۵ : ۲ ناقص کا دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ مضموم واو "وُ" کے ماقبل اگر ضمہ ہو تو "و" ساکن ہو جاتی ہے اور مضموم یا (یُ) کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو "ی" ساکن ہو جاتی ہے۔ یعنی ــُـوُ = ــُـوْ اور ــِـیُ = ــِـیْ۔ اب اس قاعدہ کو مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔

۷۵ : ۳ دَعَوَ(ن) کا مضارع اصلاً یَدْعُوُ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت یَدْعُوْ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رَمَیَ (ض) کا مضارع اصلاً یَرْمِیُ بنتا ہے جو اس قاعدہ کے تحت یَرْمِیْ ہو جاتا ہے۔ لیکن اب غور کریں کہ لَقِیَ (س) کا مضارع اصلاً یَلْقَیُ بنتا ہے۔ اس میں اس قاعدہ کے تحت تبدیلی نہیں ہوگی اس لئے کہ مضموم یا کے ماقبل کسرہ نہیں ہے۔ البتہ اس پر اجوف کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہو گا اس لئے کہ متحرک حرف علت کے ماقبل فتحہ ہے۔ چنانچہ یَلْقَیُ تبدیل ہو کر یَلْقٰی بنے گا۔

۷۵ : ۴ گزشتہ سبق کے پیراگراف نمبر ۵ : ۷۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناقص میں مضارع معروف کے تثنیہ کے چاروں صیغے تبدیلیوں سے مستثنیٰ ہیں۔ اس لئے تثنیہ کو چھوڑ کر اب ہم جمع مذکر غائب کے صیغہ یَفْعَلُوْنَ پر غور کرتے ہیں۔ یَدْعُوْ (یَدْعُوْ) جمع مذکر غائب کے صیغہ میں اصلاً یَدْعُوُوْنَ بنے گا۔ یہاں لام کلمہ کا حرف علت اور صیغہ کا حرف علت یکجا ہیں اس لئے ناقص کے پہلے قاعدہ کا اطلاق ہو گا۔ لام

کلمہ کی واو گر جائے گی۔ اس کے ماقبل کی ضمہ کو صیغہ کی واو سے مناسبت ہے اس لئے یَدْعُوْنَ ہی استعمال ہو گا۔ اسی طرح یَرْمِیْ (یَرْمِیْ) سے اصلاً یَرْمِیُوْنَ بنے گا۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی۔ ماقبل کسرہ کو صیغہ کی واو سے مناسبت نہیں ہے۔ اس لئے کسرہ کو ضمہ میں تبدیل کریں گے تو یَرْمُوْنَ استعمال ہو گا۔ یَلْقَیْ (یَلْقَی) سے اصلاً یَلْقَیُوْنَ بنے گا لام کلمہ کی "ی" گرے گی اور ماقبل کی فتحہ برقرار رہے گی اور یَلْقَوْنَ استعمال ہو گا۔

۷۵ : ۵ واحد مونث حاضر کے صیغہ یعنی تَفْعَلِیْنَ کے وزن پر بھی ناقص کے دوسرے قاعدے کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس کو بھی مثالوں کی مدد سے سمجھ لیں۔ یَدْعُوْ (یَدْعُوْ) واحد مونث کے حاضر صیغہ میں اصلاً تَدْعُوِیْنَ بنے گا۔ ناقص کے پہلے قاعدہ کے تحت لام کلمہ کی واو گرے گی۔ ماقبل کی ضمہ کو صیغہ کی "ی" سے مناسبت نہیں ہے اس لئے ضمہ کو کسرہ میں تبدیل کریں گے تو تَدْعِیْنَ استعمال ہو گا۔ اسی طرح یَرْمِیْ (یَرْمِیْ) سے اصلاً تَرْمِیِیْنَ بنے گا۔ لام کلمہ کی "ی" گرے گی۔ ماقبل کی کسرہ کو صیغہ کی "ی" سے مناسبت ہے اس لئے تَرْمِیْنَ استعمال ہو گا۔ یَلْقَیْ (یَلْقَی) اصلاً تَلْقَیِیْنَ بنے گا۔ ماقبل کی فتحہ برقرار رہے گی اور تَلْقَیْنَ استعمال ہو گا۔

۷۵ : ۶ آخر میں اب یہ بھی نوٹ کر لیں کہ جمع مؤنث یعنی نون النسوہ والے دونوں صیغوں میں بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ جبکہ متکلم کے صیغوں میں ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت تبدیلی ہوتی ہے۔ امید ہے کہ اب آپ ناقص کے مضارع معروف کی پوری صرف کبیر کر لیں گے۔

مشق نمبر ۳۷

مشق نمبر ۲۷ میں دیئے گئے مادوں سے مضارع معروف میں اصلی شکل اور استعمالی شکل دونوں کی صرف کبیر کریں۔

ناقص (حصہ سوم)

(مجہول)

۷۶ : ۱ ناقص کا قاعدہ نمبر ۳ (الف) یہ ہے کہ کسی لفظ کے آخر میں آنے والی "و" (جو عموماً ناقص کا لام کلمہ ہوتا ہے) کے ماقبل اگر کسرہ ہو تو واو کو "ی" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اس قاعدہ کا اطلاق ناقص واوی (ثلاثی مجرد) کے تمام ماضی مجہول افعال میں ہوتا ہے۔ لیکن ماضی معروف کے کچھ مخصوص افعال پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ پہلے ہم ماضی معروف کے افعال کی مثالوں سے اس قاعدہ کو سمجھیں گے پھر ماضی مجہول کی مثالیں لیں گے۔

۷۶ : ۲ ناقص واوی جب باب سَمِعَ سے آتا ہے تو اس کے ماضی معروف پر اس کا اطلاق ہوتا ہے مثلاً رَضِوَ (وہ راضی ہوا) تبدیل ہو کر رَضِیَ استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح غَشِوَ (اس نے ڈھانپ لیا) غَشِیَ ہو جاتا ہے۔ اور اس کی صرف کبیر بھی "ی" کے ساتھ ہوتی ہے۔ یعنی رَضِیَ ' رَضِیَا ' رَضُوْا (اصلاً رَضِیُوْا) رَضِیَتْ ' رَضِیَتَا ' رَضِیْنَ سے آخر تک۔

۷۶ : ۳ ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی باب سے آئے ہر ایک کے ماضی مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہو گا۔ اس لئے کہ ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے فُعِلَ۔ مثلاً دُعِوَ سے دُعِیَ (وہ پکارا گیا) عُفِوَ سے عُفِیَ (وہ معاف کیا گیا) وغیرہ۔ پھر ان کی صرف کبیر بھی تبدیل شدہ "ی" کے ساتھ ہو گی۔

۷۶ : ۴ بعض دفعہ اجوف کے کچھ اسماء کی جمع مکسر اور مصدر میں بھی اس قاعدہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً ثَوْبٌ کی جمع ثِوَابٌ تبدیل ہو کر ثِیَابٌ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح صَامَ یَصُوْمُ کا مصدر صِوَامٌ سے صِیَامٌ اور قَامَ یَقُوْمُ کا مصدر قِوَامٌ سے قِیَامٌ ہو جاتا ہے۔

۷۶ : ۵ ناقص کا قاعدہ نمبر۳(ب) یہ ہے کہ جب "و" کسی لفظ میں تین حرفوں کے بعد ہو یعنی چوتھے نمبر پر یا اس کے بعد واقع ہو اور اس کے ما قبل ضمہ نہ ہو تو "و" کو "ی" میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ جیسے جَبَوَ (ض) = (اکٹھا کرنا پھل یا چندہ وغیرہ) کا مضارع اصلاً یَجْبِوُ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یَجْبِیُ ہو گا پھر ناقص کے دوسرے قاعدہ کے تحت یَجْبِیْ ہو جائے گا۔ اسی طرح سے رَضِوَ (رَضِیَ) کا مضارع اصلاً یَرْضَوُ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یَرْضَیُ اور پھر اجوف کے پہلے قاعدہ کے تحت یَرْضٰی ہو جائے گا۔

۷۶ : ۶ ناقص واوی ثلاثی مجرد کے کسی باب سے آئے ہر ایک کے مضارع مجہول پر اس قاعدہ کا اطلاق ہو گا اس لئے کہ اس کا ایک ہی وزن یُفْعَلُ ہے۔ مثلاً دُعِوَ (دُعِیَ) کا مضارع اصلاً یُدْعَوُ ہو گا جو اس قاعدہ کے تحت پہلے یُدْعَیُ ہو گا اور پھر اجوف کے پہلے قاعدہ کے تحت یُدْعٰی ہو جائے گا۔ اسی طرح عُفِوَ (عُفِیَ) کا مضارع یُعْفَوُ سے پہلے یُعْفَیُ پھر یُعْفٰی ہو جائے گا۔

۷۶ : ۷ ناقص کے اسی قاعدہ نمبر۳(ب) کے تحت ناقص واوی کے تمام مزید فیہ افعال میں "و" کو "ی" میں بدل دیا جاتا ہے۔ پھر حسب ضرورت اس "ی" میں مزید قواعد جاری ہوتے ہیں۔ مثلاً اِرْتَضَوَ (اِفْتَعَلَ) پہلے اِرْتَضَیَ اور پھر اِرْتَضٰی ہو گا۔ اس کا مضارع یَرْتَضِوُ پہلے یَرْتَضِیُ اور پھر یَرْتَضِیْ ہو گا۔

۷۶ : ۸ آپ کو یاد ہو گا کہ پیراگراف ۶ : ۷۳ میں آپ کو بتایا تھا کہ باب افتعال اور انفعال کے مصدر میں اجوف واوی کی "و" تبدیل ہو کر "ی" بن جاتی ہے۔ یہ تبدیلی بھی ناقص کے اسی قاعدہ ۳ (ب) کے تحت ہوتی ہے۔ وہاں دی گئی مثالیں اِخْتِوَانٌ سے اِخْتِیَانٌ وغیرہ دوبارہ دیکھ لیں۔

۷۶ : ۹ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ناقص میں اکثر "و" بدل کر "ی" ہو جاتی ہے۔ جبکہ کبھی "ی" بدل کر "و" ہو جاتی ہے۔ اور بعض صورتوں میں مختلف الفاظ

ہم شکل ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے اکثر الفاظ کے متعلق یہ فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ اصل مادہ واوی ہے کہ یائی ہے تا کہ ڈکشنری میں اسے متعلقہ پٹی میں دیکھا جائے۔ بلکہ بعض دفعہ خود ڈکشنریوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک ڈکشنری میں کوئی مادہ ناقص واوی کے طور پر لکھا ہوتا ہے تو دوسری ڈکشنری میں وہی مادہ ناقص یائی کے طور پر لکھا ہوتا ہے۔ مثلاً صلو / صلی۔ طغو / طغی۔ غشو / غشی وغیرہ۔

۱۰ : ۷۶ اب آپ کو ذہنی طور پر اس بات کے لئے تیار رہنا چاہئے کہ کوئی لفظ اگر ناقص واوی میں نہ ملے تو یائی میں ملے گا۔ تاہم اس تلاش میں ڈکشنری کی زیادہ ورق گردانی نہیں کرنا پڑتی۔ کیونکہ اسی مقصد کے لئے عربی حروف ابجد میں آخری چار حرفوں کی ترتیب یوں رکھی گئی ہے۔ "ن۔ ھ۔ و۔ ی" جبکہ اردو میں یہ ترتیب "ن۔ و۔ ھ۔ ی" ہے۔ اس طرح ڈکشنری میں "و" اور "ی" آخر پر ساتھ ساتھ مل کر آجاتے ہیں۔

۱۱ : ۷۶ یاد رہے کہ قدیم ڈکشنریوں میں سے اکثر میں مادوں کی ترتیب مادہ کے آخری حرف (لام کلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے جبکہ جدید ڈکشنریوں میں مادوں کی ترتیب پہلے حرف (فا کلمہ) کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ چنانچہ قدیم ڈکشنریوں میں ناقص واوی اور یائی ایک ہی جگہ ساتھ ساتھ بیان کئے جاتے ہیں۔ جبکہ جدید ڈکشنریوں میں جہاں مادے "فا" کلمہ کی ترتیب سے ہوتے ہیں پہلے ناقص واوی کا بیان ہوتا ہے اور اس کے فوراً بعد ناقص یائی مذکور ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں بھی مادہ کی تلاش میں زیادہ پریشانی نہیں ہوتی۔

مشق نمبر ۴۷

مادہ غ ش و (س) سے ماضی معروف، مضارع معروف، ماضی مجہول اور مضارع مجہول کی صرف کبیر کریں۔

ناقص (حصہ چہارم)

(صرفِ صغیر)

۱ : ۷۷ اس سبق میں ان شاء اللہ ہم صرف صغیر کے بقیہ الفاظ یعنی فعل امر' اسم الفاعل' اسم المفعول اور مصدر میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ کریں گے اور اس حوالہ سے کچھ نئے قواعد سیکھیں گے۔

۲ : ۷۷ ناقص کا چوتھا قاعدہ یہ ہے کہ ساکن حرف علت کو جب مجزوم کرتے ہیں تو وہ گر جاتا ہے۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے مضارع مجزوم پر ہوتا ہے۔ مثلاً "تَدْعُوْ" سے فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گرائی اور ہمزہ الوصل لگایا تو "اُدْعُوْ" بنا۔ اب لام کلمہ کو مجزوم کیا تو "واو" گر گئی۔ اس طرح اس کا فعل امر اُدْعُ استعمال ہوگا۔ اسی طرح "یَدْعُوْ" پر جب "لَمْ" داخل ہوگا تو لام کلمہ مجزوم ہوگا اور "واو" گر جائے گی۔ اس لئے لَمْ یَدْعُوْ کی بجائے "لَمْ یَدْعُ" استعمال ہوگا۔

۳ : ۷۷ یہ بات نوٹ کرلیں کہ ناقص کا مضارع جب منصوب ہوتا ہے تو اس کا حرف علت (و / ی) برقرار رہتا ہے البتہ اس پر فتحہ آجاتی ہے جیسے یَدْعُوْ سے لَنْ یَدْعُوَ ہو جائے گا۔

۴ : ۷۷ ناقص کا پانچواں قاعدہ یہ ہے کہ ناقص کے لام کلمہ پر اگر تنوین ضمہ ہو اور ماقبل متحرک ہو تو لام کلمہ گر جاتا ہے اور اس کے ماقبل اگر ضمہ یا کسرہ تھی تو اس کی جگہ تنوین کسرہ آئے گی اور اگر فتحہ تھی تو تنوین فتحہ آئے گی۔ اس قاعدہ کا اطلاق زیادہ تر ناقص کے اسم الفاعل اور اسم الظرف پر ہوتا ہے۔ اس لئے دو الگ الگ مثالوں کی مدد سے ہم اس قاعدہ کو سمجھیں گے۔ پہلے اسم الفاعل کی مثال اور پھر اسم الظرف کی مثال لیں گے۔

۵ : ۷۷ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم الفاعل "فَاعِلٌ" کے وزن پر دَاعِوٌ بنتا ہے۔ اس میں

"واو" چوتھے نمبر پر ہے اس لئے پہلے یہ ناقص کے قاعدہ نمبر ۳(ب) کے تحت دَاعِیٌ ہو گا۔ پھر مذکورہ بالا پانچویں قاعدہ کے تحت لام کلمہ سے "ی" گر جائے گی۔ ماقبل چونکہ کسرہ ہے اس لئے اس کی جگہ تنوین کسرہ آئے گی تو لفظ دَاعٍ بنے گا۔ اس کو دو طرح سے لکھ سکتے ہیں یعنی دَاعٍ بھی اور دَاعِیٍ بھی۔ البتہ دوسری شکل میں "ی" صرف لکھی جائے گی لیکن پڑھنے میں صامت (SILENT) رہے گی۔

۷۷ : ۶ اب یہ بات نوٹ کر لیں کہ ناقص کے اسم الفاعل پر جب لام تعریف داخل ہوتا ہے تو پھر اس پر مذکورہ قاعدہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دَاعِیٌ پر جب لام تعریف داخل ہو گا تو یہ اَلدَّاعِیُ بنے گا۔ اب لام کلمہ پر تنوین ضمہ نہیں ہے اس لئے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ البتہ ناقص کے دوسرے قاعدے کے تحت یہ اَلدَّاعِیُ سے تبدیل ہو کر اَلدَّاعِیْ بن جائے گا اور اسی طرح استعمال ہو گا۔ خیال رہے کہ قرآن مجید کی خاص املاء میں چند مقامات پر لام تعریف کے باوجود لام کلمہ کی "ی" کو خلاف قاعدہ گرا دیا گیا ہے۔ مثلاً یَوْمَ یَدْعُو الدَّاعِ (جس دن پکارنے والا پکارے گا) جو دراصل اَلدَّاعِیْ ہے۔ فَھُوَ الْمُھْتَدِ (پس وہی ہدایت پانے والا ہے) میں بھی دراصل اَلْمُھْتَدِیْ ہے۔

۷۷ : ۷ اب دیکھیں کہ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم الظرف مَفْعَلٌ کے وزن پر اصلاً مَدْعَوٌ بنتا ہے۔ یہ بھی پہلے مَدْعَیٌ ہو گا پھر اس کا لام کلمہ گرے گا۔ ماقبل چونکہ فتحہ ہے اس لئے اس پر تنوین فتحہ آئے گی تو یہ مَدْعًی استعمال ہو گا۔

۷۷ : ۸ ناقص سے اسم المفعول بنانے کے لئے کوئی نیا قاعدہ نہیں سیکھنا ہوتا۔ دَعَا (دَعَوَ) کا اسم المفعول مَفْعُوْلٌ کے وزن پر مَدْعُوْوٌ بنتا ہے۔ اس میں لام کلمہ پر تنوین ضمہ تو موجود ہے لیکن ماقبل متحرک نہیں ہے اس لئے اس پر پانچویں قاعدہ کا اطلاق نہیں ہو گا۔ البتہ یہاں صورت حال یہ ہے کہ مثلین یکجا ہیں۔ پہلا ساکن اور دوسرا متحرک ہے۔ اس لئے ادغام کے پہلے قاعدہ کے تحت ان کا ادغام ہو جائے گا اور مَدْعُوٌّ استعمال ہو گا۔

۹ : ۷۷ نوٹ کرلیں کہ ناقص یائی کا اسم المفعول خلاف قاعدہ استعمال ہوتا ہے۔ اس میں پہلے مفعول (وزن) کی "و" کو "ی" میں بدل دیتے ہیں اور عین کلمہ کا ضمہ بھی کسرہ میں بدل دیتے ہیں۔ پھر دونوں "ی" کا ادغام ہو جاتا ہے۔ اس طرح ناقص یائی سے اسم المفعول کا وزن "مَفْعِیٌّ" رہ جاتا ہے۔ مثلاً رَمٰی یَرْمِیْ سے مَرْمِیٌّ، ھَدٰی، یَھْدِیْ سے مَھْدِیٌّ وغیرہ۔

۱۰ : ۷۷ پیراگراف ۳ : ۷۲ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ اجوف ثلاثی مجرد میں اسم الفاعل بناتے وقت حرف علت کو ہمزہ میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ اب نوٹ کرلیں کہ یہ تبدیلی بھی ناقص کے قاعدے کے تحت ہوتی ہے۔ چنانچہ ناقص کا چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ کسی اسم کے حرف علت (و / ی) کے ماقبل اگر الف زائدہ ہو تو اس و / ی کو ہمزہ میں بدل دیں گے۔ جیسے سَمَاوٌ سے سَمَاءٌ، بِنَایٌ سے بِنَاءٌ (عمارت) وغیرہ۔ نوٹ کرلیں کہ الف زائدہ سے مراد وہ الف ہے جو کسی مادہ کی (و / ی) سے بدل کر نہ بنا ہو بلکہ صرف کسی وزن میں آتا ہو۔

۱۱ : ۷۷ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ اجوف میں اس کا استعمال محدود ہے جبکہ ناقص میں یہ قاعدہ زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ مجرد کے بعض مصادر، جمع مکسر کے بعض اوزان اور مزید فیہ کے ان تمام مصادر میں استعمال ہوتا ہے جن کے آخر پر "الٌ" آتا ہے یعنی اِفْعَالٌ، فِعَالٌ، اِفْتِعَالٌ، اِنْفِعَالٌ اور اِسْتِفْعَالٌ۔ مجرد کے مصادر میں سے دُعَاوٌ سے دُعَاءٌ، جَزَایٌ سے جَزَاءٌ وغیرہ۔ جمع مکسر کے اوزان اَفْعَالٌ اور فِعَالٌ میں اَسْمَاوٌ سے اَسْمَاءٌ اور نِسَاوٌ سے نِسَاءٌ وغیرہ اور مزید فیہ کے مصادر میں سے اِخْفَایٌ سے اِخْفَاءٌ (چھپانا)، لِقَایٌ سے لِقَاءٌ (ملاقات کرنا)، اِبْتِلَاوٌ سے اِبْتِلَاءٌ (آزمانا)، اِسْتِسْقَایٌ سے اِسْتِسْقَاءٌ (پانی طلب کرنا) وغیرہ۔

۱۲ : ۷۷ اب ناقص مادوں سے بننے والے بعض اسماء کو سمجھ لیں جن کا لام کلمہ گر جاتا ہے اور لفظ صرف دو حرفوں یعنی "فا" اور "عین" کلمہ پر مشتمل رہ جاتا ہے۔

اس قسم کے متعدد اسماء قرآن کریم میں بھی استعمال ہوئے ہیں مثلاً اَبٌ' اَخٌ وغیرہ۔ اس قسم کے الفاظ کی اصلی شکل کی نون تنوین کو ظاہر کرکے لکھیں اور گزشتہ قواعد کو ذہن میں رکھ کر غور کریں تو ان میں ہونے والی تبدیلیوں کو آپ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔

۱۳ : ۷۷ اَبٌ دراصل اَبْوٌ تھا۔ اس کی نون تنوین کھولیں گے تو یہ اَبْوُنْ ہوگا۔ اب حرف علت متحرک اور ما قبل ساکن ہے۔ اجوف کے قاعدہ نمبر۲ کے تحت حرکت ما قبل کو منتقل ہوئی تو یہ اَبُوْنْ ہوگیا۔ پھر اجوف کے قاعدہ نمبر۳ کے تحت "و" گری تو اَبُنْ باقی بچا جسے اَبٌ لکھتے ہیں۔ اس طرح سے :

اَخٌ = اَخْوٌ = اَخْوُنْ = اَخُوْنْ = اَخُنْ = اَخٌ

غَدٌ = غَدْوٌ = غَدْوُنْ = غَدُوْنْ = غَدُنْ = غَدٌ

دَمٌ = دَمْیٌ = دَمْیُنْ = دَمُیْنْ = دَمُنْ = دَمٌ

یَدٌ = یَدْیٌ = یَدْیُنْ = یَدُیْنْ = یَدُنْ = یَدٌ

یہی وجہ ہے کہ ان اسماء کے تثنیہ میں "و" یا "ی" پھر لوٹ آتی ہے جیسے اَبَوَانِ' دَمَیَانِ وغیرہ۔ البتہ یَدَیَانِ بصورت یَدَانِ ہی استعمال ہوتا ہے۔

ذخیرۂ الفاظ

ل ق ی (س) لِقَاءً = پالینا' سامنے آنا (افعال) = سامنے کرنا' پھینکنا' ڈالنا (تفعیل) = دینا (مفاعلہ) = آمنے سامنے آنا' ملاقات کرنا (تفعل) = حاصل کرنا' سیکھنا	ش ر ی (ض) شِرَاءً = سوداگری کرنا' خریدنا' بیچنا (افتعال) = خریدنا ن د ی (س) نَدَاوَةً = کسی چیز کو تر کرنا (مفاعلہ) = آواز بلند کرنا' پکارنا (حلق تر کرکے)
س ق ی (ض) سَقْیًا = (خود) پلانا (افعال) = پینے کے لئے دینا (استفعال) = پینے کے لئے مانگنا	د ع و (ن) دُعَاءً = پکارنا (مدد کے لئے) دَعْوَةً = دعوت دینا دَعَالَہٗ = کسی کے حق میں دعا کرنا دَعَاعَلَیْہِ = کسی کے خلاف دعا کرنا
ہ د ی (ض) ہُدًی' ہِدَایَةً = ہدایت دینا	ر ض ی (س) رِضْوَانًا = راضی ہونا' پسند کرنا

(افتعال) = ہدایت پانا	خ ش ی (س) خَشْيَةً = کسی کی عظمت کے علم سے دل پر ہیبت یا خوف طاری ہونا خ ل و (ن) خَلاَءً = جگہ کا خالی ہونا خَلْوَةً = تنہائی میں ملنا م ش ی (ض) مَشْيًا = چلنا
ء ت ی (ض) اِتْيَانًا = آنا، حاضر ہونا (افعال) = حاضر کرنا، دینا	
ع ط و (ن) عَطْوًا = لینا (افعال) = دینا	
س ع ی (ف) سَعْيًا = تیز دوڑنا، کوشش کرنا م ر ح (س) مَرَحًا = اترانا	ك ف ی (ض) كِفَايَةً = ضرورت سے بے نیاز کرنا، کافی ہونا ق ض ی (ض) قَضَاءً = کام کا فیصلہ کر دینا یا کام پورا کر دینا

مشق نمبر ۷۵ (ا)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(۱) وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا (۲) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (۳) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ (۴) اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ (۵) اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا (۶) سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (۷) وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ (۸) وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (۹) لَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (۱۰) فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ (۱۱) وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ (۱۲) وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (۱۳) قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى (۱۴) اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ (۱۵) فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (۱۶) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ (۱۷) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (۱۸) وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ (۱۹) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ (۲۰) وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا (۲۱) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ (۲۲) فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ

مشق نمبر ۷۵ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم، مادہ، باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) سَقٰى (۲) اِهْدِ (۳) رَضُوْا (۴) اُدْعُ (۵) يَخْشٰى (۶) نُلْقِیْ
(۷) لَقُوْا (۸) خَلَوْا (۹) يُعْطِیْ (۱۰) تَرْضٰى (۱۱) لَاتَمْشِ (۱۲) يَكْفِیْ
(۱۳) يُؤْتِیْ (۱۴) اُوْتِیَ (۱۵) اَلْقِ (۱۶) نُوْدِیَ (۱۷) اِسْعَوْا (۱۸) قَاضٍ
(۱۹) اِشْتَرَوْا (۲۰) كَافٍ (۲۱) لِنَهْتَدِیَ (۲۲) مُلْقَوْنَ

لفیف

۱ : ۷۸ پیراگراف ۷ : ۶۴ میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ جس فعل کے مادہ میں دو جگہ حرف علت آجائیں اسے لفیف کہتے ہیں۔ اگر حروف علت "فا" کلمہ اور "لام" کلمہ کی جگہ آئیں تو ان کے درمیان میں یعنی عین کلمہ کی جگہ کوئی حرف صحیح ہو گا تو ایسے فعل کو لفیف مفروق کہتے ہیں جیسے وَقٰی (وَقَیَ) = بچانا۔ لیکن اگر حروف علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوں تو ایسے فعل کو لفیف مقرون کہتے ہیں جیسے رَوٰی (رَوَیَ) = روایت کرنا۔

۲ : ۷۸ اب یہ بات بھی ذہن میں واضح کر لیں کہ لفیف مفروق = مثال + ناقص ہے۔ اس لئے کہ فاکلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ مثال ہوتا ہے اور لام کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح سے لفیف مقرون = اجوف + ناقص ہے۔ یعنی عین کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ اجوف ہے اور لام کلمہ پر حرف علت ہونے کی وجہ سے وہ ناقص بھی ہے۔

۳ : ۷۸ لفیف مفروق اور لفیف مقرون میں ہونے والی تبدیلیوں کو سمجھنے کے لئے کسی نئے قاعدہ کو سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے، صرف یہ اصول یاد کر لیں کہ لفیف مفروق پر مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کا اطلاق ہو گا یعنی اس کے فاکلمہ کا حرف علت مثال کے قواعد کے تحت اور لام کلمہ کا حرف علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ جبکہ لفیف مقرون پر اجوف کے قواعد کا اطلاق نہیں ہو گا بلکہ صرف ناقص کے قواعد کا اطلاق ہو گا۔ یعنی اس کے عین کلمہ کا حرف علت تبدیل نہیں ہو گا اور لام کلمہ کا حرف علت ناقص کے قواعد کے تحت تبدیل ہو گا۔ اس اصول کے ساتھ ساتھ لفیف مادوں کے متعلق کچھ وضاحتیں بھی ذہن نشین کر لیں تو ان کو سمجھنے اور استعمال کرنے میں آپ کو کافی مدد مل جائے گی۔

۴ : ۷۸ اوپر آپ کو بتایا گیا ہے کہ لفیف مفروق وہ ہوتا ہے جس کے فاکلمہ اور لام

کلمہ پر حرف علت آئے۔ اب یہ بھی نوٹ کرلیں کہ لفیف مفروق میں فاکلمہ پر ہمیشہ "و" اور لام کلمہ پر "ی" آتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ فاکلمہ پر "ی" اور لام کلمہ پر "و" آئے۔ البتہ "ی د ی" مادہ ایک استثناء ہے جس سے لفظ یَدٌ (ہاتھ) ماخوذ ہے۔

۷۸ : ۵ لفیف مفروق مجرد کے باب ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے جبکہ باب حَسِبَ سے بہت ہی کم استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے فاکلمہ کی "و" پر مثال کا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ یعنی باب ضَرَبَ اور حَسِبَ کے مضارع سے "و" گر جاتی ہے مگر باب سَمِعَ کے مضارع میں برقرار رہتی ہے جبکہ تینوں ابواب کے لام کلمہ پر ناقص کا قاعدہ جاری ہوتا ہے۔ جیسے باب ضَرَبَ میں وَقَیَ یَوْقِیُ سے وَقٰی یَقِیْ' باب حَسِبَ میں وَلِیَ یَوْلِیُ سے وَلِیَ یَلِیْ (قریب ہونا) اور باب سَمِعَ میں وَهِیَ یَوْهَیُ سے وَهِیَ یَوْهٰی ہو جائے گا۔

۷۸ : ۶ لفیف مفروق میں مثال اور ناقص دونوں کے قواعد کے اطلاق کا ایک خاص اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے امر حاضر کے پہلے صیغے میں فعل کا صرف عین کلمہ باقی بچتا ہے۔ مثلاً وَقٰی یَقِیْ سے مضارع یَوْقِیُ کی بجائے یَقِیْ استعمال ہوتا ہے۔ اس سے فعل امر بنانے کے لئے علامت مضارع گراتے ہیں تو قِیْ باقی بچتا ہے۔ پھر جب لام کلمہ "یْ" کو مجزوم کرتے ہیں تو وہ بھی گر جاتی ہے۔ اس طرح فعل امر "قِ" (تو بچا) استعمال ہوتا ہے۔

۷۸ : ۷ اوپر آپ کو یہ بھی بتایا گیا ہے کہ لفیف مقرون وہ ہوتا ہے جس میں حروف علت باہم قرین یعنی ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ عام طور پر کسی مادے کے عین اور لام کلمہ پر حروف علت یکجا ہوتے ہیں۔ فا اور عین کلمہ پر ان کے یکجا ہونے والے مادے بہت کم ہیں۔ اور جو چند ایک ایسے مادے ہیں بھی تو عموماً ان سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔ مثلاً قرآن کریم میں ایسے مادے دو لفظوں "وَیْلٌ" (خرابی۔ تباہی وغیرہ) اور یَوْمٌ (دن) میں آئے ہیں۔ اگرچہ عربی ڈکشنریوں میں ان دونوں مادوں سے ایک آدھ فعل میں بھی مذکور ہوا ہے لیکن قرآن کریم میں ان سے ماخوذ کوئی صیغہ فعل

کہیں وارد نہیں ہوا۔ للذا عربی گرامر میں جب لفیف مقرون کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے مراد وہی مادہ ہوتا ہے جس میں عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں حرف علت ہوں۔

۷ : ۸ : ۸ لفیف مقرون میں عین کلمہ پر "و" اور لام کلمہ پر "ی" ہی ہوتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ عین کلمہ پر "ی" اور لام کلمہ پر "و" ہو اور یہ مجرد کے صرف دو ابواب ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے۔ دونوں ابواب میں عین کلمہ کی "و" تبدیل نہیں ہوتی جبکہ لام کلمہ کی "ی" میں قواعد کے مطابق تبدیلی آتی ہے۔ مثلاً ضَرَبَ میں غَوَیَ یَغْوِیُ سے غَوٰی یَغْوِیْ (بھٹک جانا) اور سَمِعَ میں سَوِیَ یَسْوَیُ سے سَوِیَ یَسْوٰی (برابر ہونا) ہو جائے گا۔

۷ : ۸ : ۹ بعض دفعہ لفیف مقرون مضاعف بھی ہوتا ہے یعنی عین کلمہ اور لام کلمہ دونوں "و" یا دونوں "ی" ہوتے ہیں مثلاً ج و و جس کا اسم اَلْجَوُّ (زمین اور آسمانوں کی درمیانی فضا) قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اسی طرح ح ی ی اور ع ی ی بھی قرآن کریم میں آئے ہیں۔ ایسی صورت میں مثلین کا ادغام اور فک ادغام دونوں جائز ہیں یعنی حَیِیَ یَحْیَیُ سے حَیِیَ یَحْیٰی (زندہ ہونا / رہنا) بھی درست ہے اور حَیَّ یَحَیُّ بھی درست ہے۔ اسی طرح عَیِیَ یَعْیَیُ سے عَیِیَ یَعْیٰی (تھک کر رہ جانا، عاجز ہونا) اور عَیَّ یَعَیُّ دونوں درست ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ

س و ی (س) سَوِیَ = برابر ہونا' درست ہونا (تفعیل) = نوک پلک درست کرنا (افتعال) = برابر ہونا اِسْتَوٰی عَلٰی = کسی چیز پر متمکن ہونا' غالب آنا اِسْتَوٰی اِلٰی = متوجہ ہونا' قصد وارادہ کرنا	و ق ی (ض) وِقَایَۃً = بچانا (افتعال) = بچنا' پرہیز کرنا تَقْوٰی = اللہ کے ناراض ہونے کا خوف
	ھ و ی (س) ھَوًی = چاہنا' پسند کرنا (ض) ھَوِیًّا = تیزی سے نیچے اترنا اَلْھَوَاءُ = فضا' ہوا اَلْھَوٰی = خواہش' عشق
و ف ی (ض) وَفَاءً = نذر یا وعدہ پورا کرنا (افعال) = وعدہ پورا کرنا (تفعیل) = حق پورا دینا (تفعّل) = حق پورا لینا' موت دینا	ء ذ ی (س) اَذًی = تکلیف پہنچنا (افعال) = تکلیف پہنچانا
ح ی ی (س) حَیَاۃً = زندہ رہنا حَیَاءً = شرمانا' حیا کرنا (افعال) = زندہ کرنا' زندگی دینا (تفعیل) = درازیٔ عمر کی دعا دینا' سلام کرنا (استفعال) = شرم کرنا' باز رہنا حَیَّ = متوجہ ہو' جلدی کرو	ل ح ق (س) لَحْقًا = کسی سے جا ملنا (افعال) = کسی کو کسی سے ملا دینا

مشق نمبر ۶۷ (الف)

مندرجہ ذیل مادوں سے ان کے سامنے دیئے گئے ابواب میں اصلی اور تبدیل شدہ شکل میں صرف صغیر کریں۔

(i) و ق ی۔ ضرب' افتعال (ii) و ف ی۔ افعال' تفعیل' تفعّل

(iii) س و ی۔ تفعیل' افتعال (iv) ح ی ی۔ سمع' افعال' استفعال

مشق نمبر ۶۷ (ب)

مندرجہ ذیل اسماء وافعال کی قسم' مادہ' باب اور صیغہ بتائیں۔

(۱) اِسْتَوٰی (۲) سَوّٰی (۳) یَسْتَوِیْ (۴) سَوَّیْتُ (۵) اَوْفُوْا

(٦) اُوْفِيْ (٧) اَوْفٰى (٨) نُوَفِّيْ (٩) تَوَفَّ (١٠) تُوَفّٰى (١١) وَفّٰى
(١٢) يَتَوَفّٰى (١٣) يُحْيِيْ (١٤) اُحْيِيْ (١٥) حُيِّيْتُمْ (١٦) تَحِيَّةٌ (١٧) حَيُّوْا
(١٨) يَحْيٰى (١٩) اَحْيٰى (٢٠) يَسْتَحْيِيْ (٢١) نَحْيَا (٢٢) اِتَّقٰى (٢٣) مُتَّقُوْنَ
(٢٤) قِ (٢٥) وَاقٍ (٢٦) اِنْ تَتَّقُوْا (٢٧) قُوْا (٢٨) تَقِيْ (٢٩) وَقٰى (٣٠)
تَهْوٰى (٣١) تَهْوِيْ

مشق نمبر۶۷(ج)

مندرجہ ذیل عبارتوں کا ترجمہ کریں۔

(١) سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ (٢) هُوَالَّذِيْ خَلَقَ لَكُمْ مَافِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَاءِ فَسَوّٰهُنَّ (٣) اَوْفُوْا بِعَهْدِيْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (٤) اِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيِيْ وَاُمِيْتُ (٥) اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ (٦) مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (٧) سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (٨) وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا (٩) كُلَّمَا جَاءَهُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَقْتُلُوْنَ (١٠) قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ (١١) اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ (١٢) وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ (١٣) ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ (١٤) تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ (١٥) مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ (١٦) فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (١٧) وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ (١٨) وَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰهُ حِسَابَهٗ (١٩) قُلْ يَتَوَفّٰكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ (٢٠) اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِيْ مِنْكُمْ (٢١) وَوَقٰهُمْ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ (٢٢) قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (٢٣) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى الَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى (٢٥) فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ۔

سبق الاسباق

۷۹ : ۱ اللہ تعالیٰ کی توفیق و تائید سے آپ نے آسان عربی گرامر کے تینوں حصے مکمل کر لئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت سے نوازا ہے اس کا حقیقی ادراک اس دنیا میں تو ممکن نہیں ہے۔ یہ حقیقت تو ان شاء اللہ میدان حشر میں عیاں ہو گی' ان پر بھی جنہیں یہ نعمت حاصل تھی اور ان پر بھی جو اس سے محروم رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس فضل و کرم پر اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ لیکن یہ شکر قولاً بھی ہونا چاہئے اور عملاً بھی۔ آپ پر اب واجب ہے کہ اس نعمت کی حفاظت کریں' اسے ضائع نہ ہونے دیں اور اس کا حق ادا کرتے رہیں۔ اس کے طریقہ کار پر بات کرنے سے پہلے کچھ باتیں ذہن میں واضح ہونا ضروری ہیں۔

۷۹ : ۲ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اپنے آپ کو بزرگ تصور کرنا علم کی بہت بڑی آفت ہے۔ یقیناً اللہ نے آپ کو اس زبان کے علم سے نوازا ہے جسے اس نے اپنے کلام کے لئے منتخب کیا۔ یہ بہت عظیم نعمت ہے۔ لیکن اس بنیاد پر آپ ان لوگوں کو کمتر نہ سمجھیں جن کو عربی نہیں آتی۔ یہ کفرانِ نعمت ہو گا۔ کیا پتہ ان لوگوں کو اللہ نے کسی دوسری نعمت سے نوازا ہو جس کا آپ کو ادراک نہیں ہے۔ کیا پتہ کل اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو اس علم کی دولت سے نواز دے اور وہ آپ سے آگے نکل جائے۔ اس لئے علم کی آفت سے خود کو بچانے کی شعوری کوشش کریں اور تکبر میں مبتلاء نہ ہوں۔

۷۹ : ۳ آجکل کے سائنسدان اعتراف کرتے ہیں کہ اس کائنات کے اسرار و رموز کا وہ جتنا علم حاصل کرتے ہیں اتنا ہی ان کی لاعلمی کا دائرہ مزید وسعت اختیار کر جاتا ہے۔ کچھ یہی معاملہ عربی کے ساتھ بھی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربی دنیا کی سب سے زیادہ سائنٹفک زبان ہے۔ اس زبان کا تقریباً ہر گوشہ کسی قاعدے اور ضابطہ کا پابند ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اس میں استثناء بھی زیادہ تر کسی قاعدے کے تحت ہوتے ہیں۔ عربی میں خلاف قاعدہ الفاظ کا استعمال دوسری زبانوں کے مقابلہ میں نہ

ہونے جیسا ہے۔ اس حوالہ سے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ اس علم کے سمندر سے ابھی آپ نے تھوڑا سا علم حاصل کیا ہے۔ جتنا آپ نے سیکھا ہے اس سے زیادہ ابھی سیکھنا باقی ہے۔

۴ : ۷۹ عربی میں استعمال ہونے والے تمام الفاظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ قرآن فہمی کے لئے مکمل عربی گرامر کا علم حاصل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ صرف اس کے متعلقہ جزو کو سیکھ لینا کافی ہوتا ہے۔ اس حوالہ سے اب یہ بھی سمجھ لیں کہ اس کتاب کے تین حصوں میں عربی گرامر کے متعلقہ جزو کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا ہے۔ اور ایسا قصداً کیا گیا ہے' ورنہ چوتھے حصے کا اضافہ کر کے اس کی کوشش کی جاسکتی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماشاءاللہ اب آپ اس مقام پر آگئے ہیں جہاں مزید قواعد کو سمجھنے کے لئے آپ کو باقاعدہ اسباق اور مشقوں کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اب اگر کوئی قاعدہ آپ کو بتایا جائے تو آپ آسانی سے اسے سمجھ کر ذہن نشین کرسکتے ہیں۔ ایسا اگر قرآن مجید کی آیت کے حوالے سے ہو تو مزید آسانی ہوگی۔

۵ : ۷۹ اب تک آپ نے جو کچھ سیکھا ہے اس کا حق ادا کرنے کے لئے اور مزید سیکھنے کے لئے پہلا لازمی قدم یہ ہے کہ آپ اپنے تلاوت قرآن کے اوقات میں اضافہ کریں۔ سوشل کالز اور ٹی وی کے اوقات میں کمی کر کے یہ اضافہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔ پھر تلاوت کے اوقات کو دو حصوں میں تقسیم کریں۔ اس کا کچھ حصہ معمول کی تلاوت کے لئے رکھیں اور باقی حصہ قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے وقف کریں۔ اس کے لئے آپ کو ڈکشنری (لغت) کی ضرورت ہوگی۔ میرا مشورہ ہے کہ ابتدائی مرحلہ میں "مصباح اللغات" استعمال کریں۔ جو لوگ دو ڈکشنری حاصل کر سکتے ہیں وہ ساتھ میں "مفردات القرآن" بھی استعمال کرلیں تو بہتر ہوگا۔

۶ : ۷۹ قرآن مجید کا مطالعہ کرتے وقت سب سے پہلے الفاظ کی بناوٹ پر غور کر کے تعین کریں کہ اس کا مادہ باب اور صیغہ کیا ہے' نیز یہ کہ وہ اسم یا فعل کی کون سی قسم ہے۔ پھر الفاظ کی اعرابی حالت اور اس کی وجہ کا فیصلہ کریں۔ کسی لفظ کے اگر معنی

معلوم نہیں تو اب ڈکشنری دیکھیں۔ اس کے بعد جملہ کی بناوٹ پر غور کر کے مبتدا خبر یا فعل، فاعل، مفعول اور متعلقات کا تعین کریں۔ پھر آیت کا ترجمہ کرنے کی کوشش کریں۔ اگر نہ سمجھ میں آئے تو کوئی ترجمہ والا قرآن دیکھیں۔ اس مقصد کے لئے شیخ الہندؒ کا ترجمہ زیادہ مددگار ہوگا۔ اس طرز پر آپ صرف ایک پارہ کا مطالعہ کر لیں تو ان شاء اللہ آپ کو یہ صلاحیت حاصل ہو جائے گی کہ قرآن مجید سن کر یا پڑھ کر آپ اس کا مطلب سمجھ جائیں گے۔ اگر کہیں دقت ہوگی [illegible] معنی نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ہوگی۔

۷ : ۹۷ اب آخری بات یہ سمجھ لیں کہ ہمارے بزرگوں نے قرآن [illegible] کے جو ترجمے کئے ہیں وہ عوام الناس کے لئے ہیں۔ چنانچہ انہوں [illegible] ترجمہ کیا ہے کہ ان کے قاری کو عربی گرامر نہیں آتی۔ اس لئے باریکیوں کو نظرانداز کر کے انہوں نے مفہوم سمجھانے پر اپنی توجہ کو مرکوز کیا ہے۔ اب تھوڑی سی عربی پڑھنے کے بعد آپ پر لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کے ترجموں پر تنقید کرنے سے مکمل پرہیز کریں۔ ورنہ کوئی نہ کوئی بیماری آپ کو لاحق ہو جائے گی اور الٹا لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو توفیق دے کہ ہم اس کی نعمت کا شکر ادا کر کے اس کو راضی کریں۔

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِکَ فِیْ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیْنَ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا خود اس کو مانگ کے
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد!

۲۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۹ھ
۱۹/ اگست ۱۹۹۸ء

لطف الرحمٰن خان

بانی تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** حفظہ اللہ

کے دروس و تقاریر پر مشتمل CD (آڈیو MP3)

بعنوان:

اسلام اور خواتین

جس میں اہم معاشرتی موضوعات کے بارے میں

قرآن و سنت کی راہنمائی میں 16 تقاریر شامل ہیں

﴿اہم موضوعات﴾

- خواتین اور سماجی رسومات
- خواتین کی دینی ذمہ داریاں
- شادی بیاہ کی رسومات
- اسلام میں عورت کا مقام
- مثالی مسلمان خاتون
- جہاد میں خواتین کا کردار
- اسلام میں شرائط حجاب کے احکام
- قرآن اور پردہ

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور' فون: 03-5869501